آیاتہا ۱۱۸ — ۲۳ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ۲۳ — رکوعاتہا ۶

سورۃ مومنون مکی ہے ہجرت سے پہلی اتری اس میں ۶ رکوع ۱۱۸ آیات ۱۸۴۰ کلمات ۴۸۰۲ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے [۱] جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳

گڑگڑاتے ہیں [۲] اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ

[۳] اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں [۴] اور وہ جو اپنی شرمگاہوں

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ

کی حفاظت کرتے ہیں [۵] مگر اپنی بیبیوں

Page-545.bmp

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶

شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں [۶] کہ ان پر کوئی ملامت

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷

نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں [۷]

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں [۸]

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ

اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں [۹] یہی لوگ

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے [۱۰]

۱۔ اس طرح کی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہوئے۔ دیدار الٰہی کے حقدار بنے' یا دنیا میں مقبول الدعاء ہوئے اور ان کی زندگی کامیاب ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور تقویٰ دونوں جہان کی کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اس سے دعائیں قبول' آفات دور' مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۲۔ اس طرح کہ نماز کی حالت میں ان کے دلوں میں رب کا خوف' اعضا میں سکون ہوتا ہے' نظر اپنے مقام پر قائم ہوتی ہے' نماز میں کوئی عبث کام نہیں کرتے۔ دھیان نماز میں رہتا ہے' نماز قائم کرنے کے یہ ہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ ۳۔ یعنی ایسا کام نہیں کرتے جس میں دینی یا دنیاوی نفع نہ ہو' خیال رہے کہ معنر کام باطل ہے اور بے فائدہ کام لغو' تقویٰ کے لئے ان دونوں سے بچے ۴۔ یعنی ہمیشہ زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵۔ اس طرح کہ زنا اور لوازم زنا سے بچتے ہیں حتیٰ کہ غیر کا ستر بھی دیکھتے نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی شرعی لونڈی سے صحبت کر سکتا ہے۔ مگر مولاۃ عورت اپنے غلام سے صحبت نہیں کرا سکتی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے' کیونکہ جس عورت سے متعہ کیا جاوے' وہ لونڈی تو ہے نہیں اور بیوی بھی نہیں' اس لئے اس پر طلاق' خلع' ظہار' ایلاء نہیں ہوتا۔ نہ وہ میراث کی مستحق ہے۔ جب وہ کچھ بھی نہ ہوئی تو اس کی طرف رخ کرنا اِبْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ بعد ہجرت کچھ روز متعہ حلال فرمایا جانا عارضی تھا۔ جیسے شراب کی حلت عارضی تھی۔ نیز پتہ لگا کہ اغلام' جلق وغیرہ سب حرام ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اِبْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ میں داخل ہے۔ شہوت پوری کرنے کے لئے صرف بیوی اور لونڈی ہے باقی تمام ذرائع حرام ہیں۔ مجبوری کی حالت میں روزے رکھے کہ اس سے شہوت کا زور ٹوٹ جائے گا۔ جلق لگانے پر ایک امت پر عذاب الٰہی آ چکا ہے۔ (از خزائن) ۸۔ اس طرح کہ مخلوق کی اور خالق کی امانت میں خیانت نہیں کرتے' خیال رہے کہ ہمارے اعضاء' رب کی امانتیں ہیں' ان سے گناہ کرنا' امانت میں خیانت ہے۔ ایسے ہی اللہ سے' اس کے رسول سے اور دیگر مخلوق سے جو وعدے کئے سب پورے کرے ۹ نماز کی حفاظت کی تین صورتیں ہیں۔ ہمیشہ پڑھنا' صحیح وقت پر پڑھنا' صحیح طریقہ سے واجبات' سنن' مستحبات سے پڑھنا' نماز پڑھنی کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنی' اور اس کی حفاظت کرنی کمال ہے۔ صوفیاء کے مشرب میں نماز کی حفاظت یہ ہے کہ ایسے گناہوں سے بچے جن سے نیکی برباد ہو جاتی ہیں۔ مال کمانا بھی اچھا' اسے کما کر پھر اسے سنبھالنا بہت اچھا ہے' اللہ توفیق دے کہ مرتے وقت تک نماز' روزہ' حج وغیرہ کو سنبھالیں۔ خیریت سے یہ متاع منزل مقصود پر پہنچے ۱۰۔ اپنے دادا آدم علیہ السلام کی' لہٰذا جنت صرف انسانوں کے لئے ہے۔ یا مومن کافروں کا جنتی حصہ بھی لیں گے۔ خیال رہے کہ وارث ملکیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے جو نہ فسخ ہو سکے نہ باطل ہو سکے نہ ٹوٹ سکے۔ اسی لئے یہ کلمہ ارشاد ہوا۔

ع — وقف لازم

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۱ اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾

مٹی سے بنایا ۲ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ۳

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ

پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا ۴

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی ۵ تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ۶

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھر اس کے بعد تم سب ضرور مرنے والے ہو ۷ پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے

تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا

جاؤ گے ۸ اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں ۹ اور

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ہم خلق سے بے خبر نہیں ۱۰ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ

اندازہ پر ۱۱ پھر اسے زمین میں ٹھہرایا ۱۲ اور بے شک ہم اس کے لے

لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

جانے پر قادر ہیں ۱۳ تو اس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں

اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور انگوروں کے تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہیں ۱۴ اور ان میں سے کھاتے ہو ۱۵

وقف لازم

۱۔ اس طرح کہ نہ مریں نہ وہاں سے نکالے جاویں۔ ۲۔ اس طرح کہ مٹی سے غذا' اور غذا سے خون' خون سے نطفہ' اور نطفہ سے انسان بنایا ۳۔ یعنی نطفہ کو ماں کے رحم میں محفوظ رکھا وہاں ہی رکھ کر مختلف رنگ بدلتا ہوا انسان بنایا ۴۔ خیال رہے کہ مذکورہ تبدیلیاں چالیس چالیس دن کے بعد ہوتی ہیں۔ چلہ بڑی برکت والی چیز ہے ۵۔ کہ اس میں روح پھونکی' اور سمیع و بصیر بنایا۔ سبحان اللہ ۶۔ یہاں خلق ٗ معنی صورت گھڑنا اور شکل بنانا ہے' رب فرماتا ہے وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ اور اگر ٗ معنی پیدا کرنا ہے تو یہاں مقابلہ مقصود نہیں' عربی میں افضلیت بیان فرمانے کے لئے یہ صیغہ اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ خالق بہت ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ بہتر ہے کہ یہ تو عین شرک ہے۔ محاورہ عرب کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ ۷۔ اپنی عمر پوری کر کے' عیسیٰ علیہ السلام کی چونکہ ابھی عمر پوری نہیں ہوئی تھی' لہٰذا ان کی وفات نہ ہوئی۔ عمر اس دنیا میں رہ کر پوری ہوتی ہے۔ اسی لئے ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ عمر میں شمار نہیں ہوتا ۸۔ اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف ثواب و عذاب کے لئے۔ لہٰذا یہ آیت قبر میں اٹھنے' اور حساب قبر کے خلاف نہیں ۹۔ یعنی سات آسمان' جن میں فرشتوں کے آنے جانے کے راستے ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بندہ رب سے غافل ہے۔ رب غافل نہیں۔ بندہ اس سے دور ہے' وہ دور نہیں بندہ اس تک نہ پہنچے مگر وہ بندے کے پاس ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پانی کا اصل کارخانہ آسمان میں ہے رب فرماتا ہے۔ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ سمندر تو اس کا خزانہ ہے' جیسے خزانہ میں روپیہ رہتا ہے بنتا نہیں' بنتا ٹکسال میں ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ ہر ملک میں اس انداز سے بارش بھیجتا ہے۔ جتنی وہاں کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ اسی لئے بنگال میں پنجاب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر زمانے میں ضرورت اور وقت کے مطابق بارش آتی ہے۔ اور ضرورت کو رب تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ۱۲۔ اس طرح کہ نہ تو زمین کا پانی خشک ہو گیا نہ بگڑا بلکہ جمع رہا۔ جس سے تمہاری ضروریات پوری ہوئیں۔ بہت جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے۔ بلکہ کنوؤں میں پانی بارش کی وجہ سے ہی آتا ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ پانی خشک کر دیں یا بگاڑ دیں کہ پینے کے قابل نہ رہے۔ لہٰذا اس کا شکر کرو ۱۴۔ بہت سی قسم کے میوے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ انگور اور کھجور محض میوہ نہیں کہ اس میں غذائیت بھی ہے لہٰذا جو کوئی میوہ نہ کھانے کی قسم کھائے وہ انگور یا کھجور کھانے سے حانث نہ ہو گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ان دونوں کو دیگر میووں سے علیحدہ بیان فرمایا ہے۔ ۱۵۔ یعنی میوہ جات کا کچھ حصہ تم کھاتے ہو اور بعض تمہارے جانوروں کی غذا ہے۔ چھلکا' گٹھلی پھینک دیتے ہو۔ اشارۃً فرمایا گیا کہ مال میں سے کچھ زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ سارا مال کھانے کی کوشش نہ کرو۔

ا۔ یعنی درخت زیتون کہ یہ دوسرے درختوں سے زیادہ کار آمد ہے۔ یہ اگرچہ بہت جگہ پیدا ہوتا مگر اس کی اصل جگہ کوہ طور ہے اس لئے اس درخت اور اس جگہ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۲۔ زیتون کا تیل چراغ میں جلتا ہے' دوا میں کام آتا ہے' سالن کی طرح کھایا جاتا ہے' یہ اس میں عجیب خوبیاں ہیں ۳۔ اس طرح کہ خشک بھوسہ اور گھاس اس کے پیٹ میں پہنچ کر دودھ نکلتا ہے۔ وہی چارہ کوئی اور جانور کھائے تو دودھ نہیں بنتا۔ یہ ہماری قدرت ہے۔ ۴۔ کہ ان کے بال' کھال' ہڈیاں سب ہی تمہارے کام آتی ہیں ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کے بعض اعضا حرام ہیں۔ جیسے خون' پتہ' فرج خصیہ وغیرہ۔ کیونکہ "منہا" میں "من" بعضیت کے لئے ہے۔ یعنی تم ان جانوروں کے بعض اعضاء کو کھاتے ہو۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خارجی نفع تو ہر جانور سے ہے مگر ان میں سے حلال بعض ہی ہیں ۶۔ یعنی ہم تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار کراتے ہیں۔ تم خود سوار نہیں ہو سکتے۔ خیال رہے کہ سب جانوروں پر سواری نہیں ہوتی۔ صرف اونٹ بیل وغیرہ پر ہوتی ہے ۷۔ اس وقت تمام انسان آپ کی قوم تھے کیونکہ انسان بہت تھوڑے تھے۔ لہٰذا نوح و آدم علیہما السلام اس وقت کے تمام انسانوں کے نبی تھے ۸۔ یعنی ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو' کیونکہ کافر پر اسلام سے پہلے کوئی عبادت فرض نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا آدمی سمجھنا اور ان کے فضائل خصوصی پر نظر نہ کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اور ہمیشہ کافر اسی وجہ سے کفر کرتے رہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر سے عقل بھی ماری جاتی ہے کیونکہ مشرکین درختوں' پتھروں وغیرہ کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کا بوجھ انسان جیسی کمزور مخلوق نہیں اٹھا سکتی۔ یہ نہ سمجھے کہ نبی تبلیغ کے لئے آتے ہیں اور انسان کو تبلیغ انسان ہی کر سکتا ہے جو ان سے مل جل سکے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس علیہ السلام اور نوح علیہ السلام میں بہت دراز مدت کا فاصلہ ہے جس میں حضرت ادریس کی تعلیم گم ہو کر رہ گئی تھی ورنہ وہ لوگ یہ نہ کہتے ۱۲۔ جس میں انہیں اس جنون سے آرام ہو جائے۔ اور یہ ایسی بہکی باتیں کرنا چھوڑ دیں۔ ۱۳۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دے۔ خیال رہے کہ آپ نے ان کے ایمان کی دعا نہ کی' ہلاکت کی دعا کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ایمان نہ لائیں گے خود فرمایا تھا لَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا معلوم ہوا کہ نبی لوگوں کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ

اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے لے کر اگتا ہے تیل

وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً

اور کھانے والوں کے لئے سالن اور بیشک تمہارے لئے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام

نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ

ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لئے ان میں بہت

كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

فائدے ہیں اور ان سے تمہاری خوراک ہے اور ان پر اور کشتی پر سوار

تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ

کئے جاتے ہو اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا

اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ

یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے

عَلَیْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓىٕكَةً مَّا سَمِعْنَا

اور اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا ہم نے تو یہ اپنے اگلے

بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآىٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

باپ داداؤں میں نہ سنا وہ تو نہیں مگر ایک دیوانہ

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ

مرد تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما

ا۔ یعنی ہماری تعلیم سے ہماری حفاظت و نگرانی میں کشتی بناؤ۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں۔ آپ نے رب کی تعلیم سے کشتی بنائی تھی' نہ کہ کسی سے سیکھ کر ۲۔ کوفہ کی جامع مسجد کے پاس والا تنور جب اس میں سے قدرتی طور پر پانی ابلنے لگے تو فوراً کشتی میں سوار ہو جانا کہ یہ طوفان آنے کی علامت ہے ۳۔ بیوی' بچے' یا سارے مومنین' یہ ہی زیادہ ظاہرہ ہے ۴۔ تمہارا بیٹا کنعان اور اس کی ماں واعلہ بھی انہیں ہلاک ہونے والے کفار سے ہے ۵۔ نوح علیہ السلام یا تو اس نبی کو بھول گئے یا ان سے خطا اجتہادی ہوئی کہ کنعان کو اپنا اہل سمجھے' اور اس سے مراد دوسرے لوگ سمجھے۔ اس لئے آپ نے وہ بات عرض کی تھی جو سورۂ ہود میں تفصیل سے مذکور ہوئی۔ ۶۔ یعنی اے نوح علیہ السلام۔ اب کسی کافر کے متعلق نجات کی سفارش نہ کرنا۔ کیونکہ اب ان سب کی غرقابی کا فیصلہ ہو چکا ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر کتے بلّے سے بھی بدتر ہیں کہ کتوں' بلوں کو تو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت مل گئی' مگر کافروں کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب اور ان کی ہلاکت مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہیے۔ اسی لئے حضور نے ابوجہل کے قتل پر سجدۂ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزہ رکھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا تھا۔ ۹۔ جہاں رزق جسمانی و روحانی نصیب ہو۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ رب نے فرمایا۔ یٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ اور آپ کی نسل میں ایسی برکت ہوئی کہ تمام انسان آپ ہی کی اولاد سے ہوئے۔ ہر مسافر کو چاہیے کہ کسی منزل پر اترتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرے ۱۰۔ مومنوں کے لئے بھی اور کافروں کے لئے بھی۔ کافر سمجھ لیں کہ انبیاء کرام کی مخالفت کا انجام یہ ہوتا ہے۔ مومنین یقین کریں کہ نبی کی غلامی نجات کا باعث ہے' اور بری جگہ سے ہجرت ضروری ہے۔ اسی لئے اکثر نبی مہاجر ہوئے اور کافر اولاد باپ کی بزرگی سے فائدہ نہیں اٹھاتی' اور بہت سے فوائد ہیں۔ ۱۱۔ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد پھر بہت قومیں دنیا میں ہوئیں جن میں ان کے رسول تشریف لائے جن کی مخالفت کی وجہ سے وہ قومیں ہلاک ہوئیں۔ ایسے ہی موجودہ کفار جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں ہلاکت کے مستحق ہیں ۱۲۔ جیسے ہود و صالح علیہما السلام اکثر پیغمبر اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام عقاید میں متفق اور عملی عبادات میں مختلف تھے جو کام کسی نبی کی شریعت میں ہو وہ شرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی نبی شرک کی تعلیم دینے کے لئے تشریف نہ لائے۔

بِمَا كَذَّبُوۡنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ

اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے

بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ فَاسۡلُكۡ

حکم سے کشتی بنا ل پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابلے ٢ تو اس میں بٹھا لے ہر

فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ

جوڑے میں سے دو اور اپنے گھر والے ٣ مگر ان میں سے

سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ مِنۡهُمۡ ۚ وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ

وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی ٤ اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات

ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسۡتَوَيۡتَ اَنۡتَ وَ

نہ کرنا ٥ یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے ٦ پھر جب ٹھیک بیٹھ لے کشتی پر تو

مَنۡ مَّعَكَ عَلَى الۡفُلۡكِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ

اور تیرے ساتھ والے ٧ تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں

نَجّٰٮنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِىۡ

ان ظالموں سے نجات دی ٨ اور عرض کر کہ اے میرے رب

مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ

مجھے برکت والی جگہ اتار ٩ اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔ بیشک اس میں ضرور

لَاٰيٰتٍ وَّاِنۡ كُنَّا لَمُبۡتَلِيۡنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ

نشانیاں ہیں ١٠ اور بے شک ضرور ہم جانچنے والے تھے پھر ان کے بعد ہم نے اور

قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اَنِ

سنگت پیدا کی ١١ تو ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا ١٢ کہ

اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۲﴾ ع ۲

اللہ کی بندگی کرو ١٣ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں

ا۔ اس سے پتہ لگا کر ہمیشہ مالدار' سردار' دنیاوی عزت والے لوگ پیغمبروں کے مخالف ہوئے۔غرباء و مساکین زیادہ مومن ہوئے اب بھی یہی دیکھا جا رہا ہے کہ عموماً غرباء ہی دینی کام زیادہ کرتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کے ظاہر کھانے پینے کو دیکھنا' باطنی اسرار کو نہ دیکھنا' ہمیشہ سے کفار کا کام رہا ہے۔ اولاً شیطان نے نبی کو بشر کہا' پھر ہمیشہ کفار نے کہا۔ قرآنی جزدان کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور جزدان کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابوجہل صحابی نہ ہوا حضرت صدیق صحابی ہوئے' اگرچہ دونوں نے حضور کو دیکھا کیونکہ ابوجہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور صدیق نے بشریت کے غلاف میں نور کو دیکھا ۳۔ یعنی اگر یہ نبی ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے کے حاجت مند نہ ہوتے۔ انہوں نے کھانے پینے کی ابتدا دیکھی' انتہا کا فرق نہ دیکھا۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہیں۔ مگر یہ پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے۔ انبیاء کرام کی خوراک نورانیت کے ازدیاد کا ذریعہ ہے۔ ۴۔ ان بیوقوفوں نے نبی کی اطاعت میں ناکامی اور اور پتھروں کی عبادت میں کامیابی سمجھی۔ معلوم ہوا کہ کافر بڑا بے عقل ہوتا ہے۔ ۵۔ اپنی قبروں سے زندہ کرکے' معلوم ہوا کہ وہ کافر اپنے مردے دفن کرتے تھے' ہندوؤں کی طرح جلاتے نہ تھے۔ ۶۔ یعنی جس قیامت وغیرہ کا یہ نبی وعدہ کرتے ہیں وہ ہماری عقل سے بہت دور ہے یا وقوع سے بہت دور ہے کہ آنا تو درکنار آ سکتی بھی نہیں ۷۔ اس طرح کہ کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے' ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ کفار آواگون کے قائل نہ تھے ۸۔ نہ آخرت میں نہ دنیا میں پھر کتا بلا بن کر آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ روح کی بھی فنا مانتے تھے کہ روح مرنے پر فنا کر دی جاتی ہے ۹۔ کہ اپنے کو اللہ کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد اٹھنے کی خبر کو اللہ کی طرف نسبت کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کفار اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے' دہریہ نہ تھے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کرکے سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ ان کفار نے یہ نہ کہا کہ ہم رب کو نہیں مانتے بلکہ کہا کہ ہم پیغمبر کو نہیں مانتے۔ عذاب آ گیا۔ شیطان نبی کے سوا اور سب کچھ مانتا ہے مگر کافر ہے ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک فرما کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ورنہ آپ انکی ہدایت کی دعا فرماتے ۱۲۔ عذاب دیکھ کر اپنے کفر پر شرمندہ ہوں گے مگر اس وقت کی شرمندگی فائدہ مند نہ ہو گی۔ توبہ کا بھی ایک وقت ہے جس کے بعد قبول نہیں ہوتی ۱۳۔ حضرت جبریل کی چیخ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ انسان فرشتہ کی ایک چیخ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سے انسان مر جاتا ہے تو فرشتے کی چیخ تو بڑی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود مراد ہے' ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور بولے اس کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا ۱ اور آخرت کی

بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ

حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

مگر تم جیسا آدمی ۲ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ

اس میں سے پیتا ہے ۳ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ

تم ضرور گھاٹے میں ہو ۴ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے

تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے ۵ کتنی دور ہے کتنی دور

لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶ وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى

جیتے ہیں ۷ اور ہمیں اٹھنا نہیں ۸ وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

جھوٹ باندھا ۹ اور ہم اسے ماننے کے نہیں ۱۰ عرض کی اے میرے رب

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

میری مدد فرما اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ۱۱ اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے

نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

پچھتاتے ہوئے ۱۲ تو انہیں آ لیا سچی چنگھاڑ نے ۱۳ تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا

غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ

کر دیا تو دور ہوں ظالم لوگ لے پھر ان کے بعد ہم

بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا

نے اور سنگتیں پیدا کیں ٣ کوئی امت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے

وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا

نہ پیچھے رہے پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک پیچھے دوسرا جب

جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

کسی امت کے پاس اسکا رسول آیا انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اگلوں سے پچھلے

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

ملا دیئے ٣ اور انہیں کہانیاں کر ڈالا ٥ تو دور ہوں وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند

مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

کے ساتھ بھیجا ٦ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف ٧ تو انہوں نے غرور کیا اور

قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے ٨ تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر

لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ﴿۴۸﴾

٩ اور انکی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے ١٠ تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کئے

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا

ہوؤں میں ہوگئے ١١ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی کہ انکو ہدایت ہو ١٢ اور

ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّاٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ

ہم نے مریم اور اسکے بیٹے کو نشانی کیا ١٣ اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین ١٤ جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ

١۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب تب ہی آتا تھا جب کہ وہ نبی کی بددعا لیتے تھے۔ اس سے پہلے اگرچہ کتنی ہی سرکشی کرتے مگر عذاب نہ آتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ٢۔ جیسے قوم شعیب و قوم لوط علیہم السلام وغیرہ۔ ان کے قصے ہماری عبرت کے لئے بیان ہو رہے ہیں۔ ٣۔ یعنی ایک دوسرے کو ہلاکت میں ملا دیا' ورنہ کفار نہ دوزخ میں ملے ہوئے ہوں گے نہ برزخ میں۔ ہر قسم کے کافروں کا علیحدہ ٹھکانا ہو گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ٤۔ اس طرح کہ ان قوموں کا ایک فرد بشر نہ بچا۔ صرف ان کے قصے رہ گئے جو قرآن کریم نے بیان کئے۔ ٥۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیونکہ وہ انبیاء کی نظر کرم سے دور رہے ٦۔ یعنی معجزات یعنی عصا اور ید بیضا۔ خیال رہے کہ یہ معجزے صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے مگر دونوں بزرگوں کی طرف منسوب ہوئے ٧۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصر والوں کے نبی تھے۔ خواہ بنی اسرائیل ہوں یا قبطی یا جادوگر۔ اسی لئے دوسری جگہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی تھے ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر گناہوں کے باوجود دنیاوی نعمتیں ملتی ہوں تو خدا کا عذاب ہے۔ جیسے نیکیوں کے باوجود کبھی دنیاوی تکالیف کا آجانا رب کی خاص رحمت ہے۔ انبیاء کرام یا اولیاء اللہ پر مصائب آتے رہتے ہیں۔ ٩۔ کافر کی عقل ماری جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے جیسے بشر فرعون کو تو خدا مان لیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو باوجود معجزے دیکھنے کے نبی نہ مانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی سے ہمسری کا دعویٰ ایمان سے روک دیتا ہے۔ دل میں پہلے نبی کی عظمت آتی ہے۔ پھر رب کی ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ ١٠۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ذلت کفار کی زیادہ گمراہی کا سبب ہے۔ کہ وہ اس سے اسلام کے باطل ہونے اور اپنے حق ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا کرنا چاہیے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ١١۔ یعنی ان کی ہلاکت کا سبب ان دونوں بزرگوں کو جھٹلانا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی عذاب نبی کی نافرمانی پر آتا ہے۔ رب کے منکر جب تک نبی کے انکاری نہ ہوئے' عذاب نہ آیا۔ ١٢۔ یعنی بنی اسرائیل کو نیک اعمال کی ہدایت نصیب ہو کیونکہ توراۃ شریف فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد عطاء ہوئی اور اس وقت سارے بنی اسرائیل ایمان لا چکے تھے ١٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ کیونکہ اگر ان کے والد ہوتے تو آپ کو ان کے والد کی طرف نسبت کیا جاتا۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اسی لئے قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی بی بی کا نام نہیں لیا ١٤۔ جس کا نام ناصرہ ہے علاقہ ایلیا میں ہے۔ یہ دمشق کی بستیوں میں سے ایک مشہور بستی ہے۔ حضرت مریم نے یہود سے تنگ آ کر یہاں بارہ برس قیام فرمایا مع عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ جگہ سطح سمندر سے بہت بلند ہے اسی لئے اسے ربوہ فرمایا گیا۔ یعنی بلند جگہ۔ (از روح وغیرہ) یہ سرسبز جگہ تھی۔ یہاں کثرت سے پانی کی نہریں تھیں۔

۱۔ یعنی اے رسولو! خوب مزیدار حلال چیزیں شوق سے کھاؤ پیو' حلال چیزیں حرام کر لینا تقویٰ نہیں بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر نماز نہیں پڑھتے جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے۔ یہ صوفی نہیں ۲۔ یعنی ہم نے ہر زمانے کے اس وقت کے رسول کو یہ حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ حلال اور پاکیزہ غذا حاصل کرنی بڑی عبادت ہے۔ اس سے عبادات میں لذت آتی ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر بھی عبادات فرض ہیں۔ کوئی شخص خواہ کسی درجہ کا ہو' عبادت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ ۴۔ کیونکہ تمام آسمانی دین عقاید میں یکساں ہیں۔ اعمال میں فرق تھا۔ خیال رہے کہ دین عقاید کا نام ہے۔ اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے۔ تقویٰ کے معنی یہ نہیں کہ اچھے لذیذ کھانے چھوڑ دیئے جائیں' بلکہ حرام کاموں سے بچنا تقویٰ ہے ۵۔ اس طرح کہ عیسائی اور یہودی مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے ۶۔ یعنی انہوں نے رائے کو دین بنا لیا۔ اور اس پر خوش ہو گئے۔ جیساکہ "لدیہم" سے معلوم ہوا ۷۔ ان کی موت آنے تک' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو جبراً" مسلمان بنانا جائز نہیں ۸۔ یعنی کفار دھوکا کھا گئے۔ وہ سمجھے کہ اگر کفر برا ہوتا اور ہم سے رب ناراض ہوتا تو ہم کو کفر کے باوجود مال و اولاد کیوں دیتا اور عموماً مسلمان غریب کیوں ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کفر اچھا ہے۔ یہ دھوکا اب بھی غافل و کافر کھا جاتے ہیں ۹۔ کہ وہ اس مال و اولاد کی کثرت کو رب کی رحمت سمجھ بیٹھے حالانکہ یہی چیز ان کے لئے عذاب تھی۔ ۱۰۔ اس طرح کہ نیکیاں کرتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں۔ بلکہ مومن کا جتنا درجہ بلند ہوتا ہے' اتنا ہی خوف زیادہ ۔۱۱۔ اس طرح کہ ان سب کو حق مان کر عمل کرتے ہیں (روح) لہٰذا اس میں عمل بھی داخل ہے ۱۲۔ یعنی شرک اعتقادی (کفر) اور شرک عملی (ریاکاری) سے دور رہتے ہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ نیکی کرنا اور ڈرنا' کمال ایمان کی علامت ہے۔ گناہ کر کے ڈرنا کمال نہیں۔ شیطان نے بھی کہا تھا کہ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ پھر گناہ پر ہی قائم رہا۔ ہاں گناہ کر کے ڈرنا' کہ گناہ چھوڑ دے' کمال ہے اور گناہ کر کے نہ ڈرنا سخت جرم ہے۔ ۱۴۔ نہ معلوم کہ ہمارا حساب کیا ہو اور یہ اعمال قبول ہوں یا نہ ہوں۔ اس خوف سے اپنے تقویٰ پر ناز نہیں کرتے ۱۵۔ اس آیت میں نیک لوگوں کے دو وصف بیان ہوئے۔ ایک تو نیکی میں جلدی کرنا' دوسرے ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کرنا' نیکیوں کی حرص و ہوس بھی اچھی ہے۔

ع ۳

مَعِیْنٍ ﴿٥٠﴾ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا

کے سامنے بہتا پانی اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ ۱ اور اچھا کام

صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿٥١﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ

کرو ۲ میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں ۳ اور بے شک یہ تمہارا دین

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا

ایک ہی دین ہے ۴ اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو۔ تو انکی امتوں

اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾

نے اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ۵ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش

فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿٥٤﴾ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا

ہے ۶ تو تم انکو چھوڑ دو انکے نشہ میں ایک وقت تک ۷ کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ

نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی

جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے ۸ یہ جلد جلد انکو بھلائیاں

الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ

دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں ۹ بے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾

ہوئے ہیں ۱۰ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۱۱

وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ

اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے ۱۲ اور وہ جو دیتے ہیں

مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾

جو کچھ دیں اور انکے دل ڈر رہے ہیں ۱۳ یوں کہ انکو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے

اُولٰٓىٕكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾

۱۴ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے ۱۵

۱۔ اس کتاب سے مراد یا لوح محفوظ ہے' یا ہر شخص کا نامہ اعمال۔ خیال رہے کہ اس کا حق بولنا' رب کے علم کے لئے نہیں بلکہ خود عامل کی دہن دوزی کے لئے ہو گا ۲۔ نہ اس طرح کہ انہیں بغیر گناہ سزا دے دی جاوے' نہ اس طرح کہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا بلاوجہ نہ دی جاوے۔ خیال رہے کہ کسی کی نیکیوں کا قبول نہ ہونا خود اس کی اپنی کسی کوتاہی کی وجہ سے ہو گا۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار کے نابالغ بچے دوزخی نہیں کہ انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا اور بغیر گناہ سزا دینے کو رب نے ظلم فرمایا ۳۔ یعنی قرآن کریم سے' یا اپنے اعمال نامہ سے ۴۔ یعنی بدکاروں کے کام نیک کاروں کے کاموں کے علاوہ ہیں۔ وہ ان سے ممتاز ہیں۔ ۵۔ ظاہر یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد دوزخ کا عذاب ہے۔ یعنی رب تعالیٰ اولاً" کفار کے سرداروں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ان کے ماتحت دیکھتے ہوں گے اور خوشامدیں کرتے ہوں گے ۶۔ معلوم ہوا کہ رب کی طرف سے مومنوں کی امداد ہو گی۔ صالحین اور چھوٹی اولاد کی شفاعت' نیز نیکیاں قبول ہونا یہ سب رب کی مدد سے ہو گا ۷۔ اس آیت میں کفار مکہ کے تین جرم بیان ہوئے ایک تو قرآن کریم کو بغور نہ سننا۔ دوسرے یہ کہنا کہ ہم حرم شریف کے رہنے والے ہیں' ہم کو عذاب الٰہی نہ پہنچے گا۔ تیسرے کعبہ کے اردگرد جمع ہو کر بجائے عبادت کرنے کے قصے کہانیاں بکنا اور قرآن کا مذاق اڑانا' اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر رہنا کفار کے لئے مفید نہیں۔ شیطان فرشتوں میں رہتا تھا مگر مارا گیا۔ ۸۔ یعنی تم سے پہلے بھی دنیا میں نبی آئے اور ان کے دین لوگوں تک پہنچے۔ پھر تم کو حضور کے آنے پر تعجب کیوں ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کا وصف آپ کی نبوت پر دلیل ہے۔ اور آپ نور کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور یہ نور اور دلیل ہونا قیامت تک رہے گا۔ کیونکہ یہاں استفہام انکاری ہے۔ ۱۰۔ یعنی ان کفار کا آپ کو دیوانہ یا کچھ اور کہنا اس وجہ سے ہے کہ انہیں حق پسند نہیں۔ اس لئے حق لانے والے بھی پسند نہیں۔ یہاں حق سے مراد یا اسلام ہے یا قرآن یا حضور کے سارے احکام' یا حضور کے سارے اوصاف' آپ خود حق ہیں۔ آپ کی ہر ادا حق' ہر کلام حق۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ

اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ

کتاب ہے کہ حق بولتی ہے ۱ اور ان پر ظلم نہ ہو گا ۲ بلکہ انکے دل اس سے غفلت

مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

میں ہیں ۳ اور ان کے کام ان کاموں سے جدا ہیں ۴ جنہیں وہ

عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب ہم نے انکے امیروں کو عذاب میں پکڑا ۵

اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا

تو جبھی وہ فریاد کرنے لگے۔ آج فریاد نہ کرو ہماری طرف سے

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

تمہاری مدد نہ ہو گی ۶ بے شک میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی

عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا

ایڑیوں کے بل الٹے پلٹتے تھے۔ خدمت حرم پر بڑائی مارتے ہو رات کو وہاں

تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا

بیہودہ کہانیاں بکتے حق کو چھوڑے ہوئے ۷ کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں یا

لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ

انکے پاس وہ آیا جو انکے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا ۸ یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ

فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ

پہچانا ۹ تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں یا کہتے ہیں اسے سودا ہے بلکہ وہ تو

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ

ان کے پاس حق لائے اور ان میں اکثر کو حق برا لگتا ہے ۱۰ اور اگر حق

اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ
ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا ۱؎ تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں
وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
سب تباہ ہو جاتے ۲؎ بلکہ ہم تو ان کے پاس وہ چیز لائے جس میں انکی ناموری تھی ۳؎
مُعْرِضُونَ ﴿۷۱﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ
تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو ۴؎ تو تمہارے
وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿۷۲﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ
رب کا اجر سب سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ۵؎ اور بیشک تم انہیں سیدھی راہ کی
مُسْتَقِيمٍ ﴿۷۳﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ
طرف بلاتے ہو اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے
الصِّرَاطِ لَنٰكِبُونَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ

کترائے ہوئے ہیں ۶؎ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے
ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنٰهُمْ
ٹال دیں تو ضرور بھٹ پنا کریں گے اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے ۷؎ اور بیشک ہم نے انہیں
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿۷۶﴾
عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں ۸؎
حَتّٰى إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا
یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ ۹؎ تو وہ
هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ
اب اس میں ناامید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے کان
وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ
اور آنکھیں اور دل ۱۰؎ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو ۱۱؎

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق انسانی خواہش کے تابع نہیں۔ ہاں بعض ایسے مقبولان بارگاہ بھی ہیں کہ ان کی رائے حق کے مطابق ہوتی ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ قریباً پندرہ احکام شرعی ان کی رائے کے مطابق آئے' جیسے عورتوں کا پردہ' شراب کی حرمت' مقام ابراہیم کا مصلے بنایا جانا وغیرہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ھوٰی اور رائے میں بڑا فرق ہے۔ ھوٰی' نفسانی خواہشوں کو کہا جاتا ہے اور رائے ایمانی رائے کو کہتے ہیں۔ حق ھوٰی کے مطابق نہیں ہوتا' ایمانی رائے کے مطابق ہوتا ہے ۲۔ اس لئے کہ کفار شرک' کفر' ظلم چاہتے ہیں اگر قرآن کریم میں ایسے احکام آجاتے اور لوگ ان پر عمل کر کے کفر' شرک' ظلم' فسق کرتے تو یقیناً" عذاب کا نزول ہوتا

۳۔ یعنی قرآن مجید' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' اس پر عمل کر کے جنت کے مستحق بن جاتے اور دنیا والوں کے پیشوا ہو جاتے ۴۔ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ آپ ان سے ایمان پر کچھ اجرت مانگتے ہیں جو ان پر بھاری ہے' بلکہ سرکشی سے ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ کسی نبی نے تبلیغ پر اجرت نہ لی ۵۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رازق بہت ہیں' رب ان سے بہتر ہے' بلکہ عربی زبان میں مطلق کمال بیان کرنے کے لئے اس طرح کلام کرتے ہیں جیسے کہ رب نے فرمایا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِينَ اس کا مطلب بھی مقابلہ میں کمال جتانا نہیں' بلکہ رب کے کمال کا اظہار ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رزق ملنے کے اسباب و ذرائع میں سب سے اعلیٰ ذریعہ رب کی عبادت ہے' بادشاہوں اور امیروں کے ملازم ان کی خدمت کر کے رزق حاصل کرتے ہیں تو ان ملازموں کے لئے یہ امیر ذریعہ رزق ہوئے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف قیامت انسان کو نیک بناتا ہے۔ قیامت سے بے خوفی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ ۷۔ حضور کی دعا سے مکہ معظمہ پر سات سال قحط سالی مسلط ہوئی یہاں تک کہ اہل مکہ نے درختوں کی چھالیں کھائیں۔ تب سرداران قریش نے ابو سفیان کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا۔ ابو سفیان نے آکر عرض کیا کہ آپ رحمت اللعالمین ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اور مکہ والے بھوک سے ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ قحط سالی دور فرمائے۔ حضور نے دعا فرمائی جس سے قحط سالی دور ہو گئی۔ یہ واقعہ اس آیت میں مذکور ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ لوگ وقتی طور پر چاپلوسی کر رہے ہیں مصیبت ٹل جانے پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ حضور کی دعا دافع بلا ہے۔ جو شخص اسلام کا دعویٰ کر کے حضور کی بارگاہ سے بھاگے' وہ ان کفار سے زیادہ بیوقوف ہے ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت کے موقعہ پر بھی رب تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنی بڑی بدبختی کی دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کی خدمت میں صرف دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے جانا خود غرضی ہے' تقویٰ نہیں' دیکھو ابو سفیان اس وقت حضور کی بارگاہ میں آئے مگر رب نے فرمایا وہ جھکے نہیں ۹۔ اس سخت عذاب سے یا نزع کا عذاب مراد ہے یا قبر کا یا آئندہ اسلامی فتوحات کا جو کفار کے لئے عذاب ہیں۔ بہرحال آئندہ عذاب مراد ہیں۔ انہیں ماضی سے تعبیر فرمانا اس لئے ہے کہ وہ یقینی آنے والے ہیں چونکہ یہ آیت مکیہ ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ بدر ہو جانے کے بعد یہ آیات اتریں ۱۰۔ تاکہ تم حق سنو' حق دیکھو' حق سمجھو۔ جس نے اپنی آنکھ' کان اور دل سے یہ کام نہ لئے اس نے ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا ۱۱۔ مسلمان جتنا بھی رب کا شکر کریں وہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ تمام عمر کی ہماری عبادات ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس کا شکریہ نہیں بن سکتیں۔ کفار تو بالکل شکر کرتے ہی نہیں' ان کا

الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا لہ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے اور وہی

الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

جلائے اور مارے ته اور اسی کے لئے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں ته

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾

تو کیا تمہیں سمجھ نہیں بلکہ انہوں نے وہی کہی جو اگلے کہتے تھے۔

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾

بولے کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے ته

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا

بے شک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا ھ یہ تو نہیں مگر

إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨٣﴾ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا

وہی اگلی داستانیں تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾

اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے کہ اللہ کا ته تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے ته

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾

تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ

اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے

مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ

ہر چیز کا قابو ش اور وہ پناہ دیتا ہے اور اسکے خلاف کوئی پناہ نہیں دے

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾

سکتا اگر تمہیں علم ہو ف اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو

(بقیہ صفحہ ۵۵۳) ظاہری شکر بھی نہیں۔

١۔ اس طرح کہ دنیا میں انسانوں کو مختلف ملکوں میں آباد کیا اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق روزی بخشی' یا اس طرح کہ ایک آدمی سے اس کی نسل بڑھائی اور پھیلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اصلی جگہ زمین ہے اگرچہ بعض حضرات عارضی طور پر آسمان پر ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام' مگر یہ رہنا عارضی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کا پہلے جنت میں رہنا' یا حضور کا معراج میں آسمان پر جانا ٢۔ اس طرح کہ جلانے اور مارنے میں کوئی اس کا شریک نہیں' عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ فرمانا' رب کے اذن سے تھا۔ آپ اس کے سبب ظاہری تھے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ٣۔ سردی گرمی' زیادتی' کمی' روشنی' تاریکی یہ تمام تبدیلیاں رب کی طرف سے ہیں ۴۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں نے ہمارے باپ دادوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا مگر قیامت نہ آئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء گزشتہ کی تعلیم کچھ نہ کچھ ان تک پہنچی تھی۔ اور انہیں بعض باتیں یاد تھیں ۵۔ یہ ان کفار کا مقولہ ہے جو خدا کے قائل تھے۔ بعض ان میں دہریہ بھی تھے جو کہتے تھے۔ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ یہ ان کا جواب نہیں لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ٦۔ یعنی یہ کفار اللہ کے لئے ملک ملکوت خلق' ربوبیت سب کچھ مانتے ہیں اس لئے بے دھڑک اس کا اقرار کر لیتے ہیں مگر رب کی اطاعت نہیں کرتے ٧۔ اور رب پر ایمان کیوں نہیں لاتے' قیامت کو کیوں نہیں مانتے۔ معلوم ہوا کہ صرف رب کی ذات و صفات کا ماننا ایمان نہیں' نبوت کا قائل ہونا ضروری ہے۔

٨۔ ملک اور ملکوت میں کئی طرح فرق ہے۔ جسم پر قبضہ ملک ہے روح پر قبضہ ملکوت ہے۔ ظاہری قبضہ ملک' باطنی قبضہ ملکوت ہے۔ ملک کا قبضہ ملک' خلق کا قبضہ ملکوت ہے۔ اسی لئے ملک تو مخلوق کے لئے بھی ثابت ہو جاتا ہے' مگر ملکوت صرف رب کے لئے ہے جیل' پھانسی پر قادر بادشاہ بھی ہے۔ مگر موت' حیات' بیماری شفا پر رب کے سوا کوئی قادر نہیں ٩۔ یعنی ان تمام باتوں کے اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہیں اس لئے کہ وہ رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے ہیں اسی لئے وہ قیامت میں اپنے بتوں سے یوں کلام کریں گے۔ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ نیز ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ بعض بندوں کی رب پر دھونس ہے۔ چونکہ رب تعالیٰ اکیلا دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا اس لئے اس نے بعض بندوں کو عالم کے انتظام میں شریک کر لیا ہے۔ اسی عقیدہ کی تردید اس آیت میں ہے۔ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلِيًّا مِنَ الذُّلِّ اس لئے وہ مشرک ہوئے بعض کفار تو خدا کی اولاد بیوی مانتے ہیں۔ نیز جو نبی کا انکار کر کے رب کے تمام صفات مانے وہ ایسا ہی مشرک ہے۔ جیسے چند رب ماننے والا۔ کفار عرب ان باتوں کو مان کر اسی لئے کافر رہے کہ انہوں نے حضور کے بغیر وسیلہ یہ چیزیں مانی تھیں۔ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ رب کی ذات و صفات کو حضور کے ذریعے سے مانے۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ ١٠۔ کہ یہ سب کچھ مان کر بھی مومن نہیں بنتے۔ بت پرستی نہیں چھوڑتے' تمہارا حال ایسا ہے کہ جیسے کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔

ا۔ یعنی ان کے عقیدے‘ قول‘ اعمال سب جھوٹے کیونکہ وہ قیامت کے منکر شرک کے قائل ہیں‘ حرام کو حلال جانتے ہیں‘ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بعض باتیں سچی کہتے ہیں مگر جھوٹے ہیں‘ جیسے منافقین کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر جھوٹ بولتے تھے دل سے ان کے معتقد نہ تھے۔ ایسے ہی یہ کفار منہ سے کہہ دیتے تھے کہ خالق مالک‘ رب اللہ ہے مگر جھوٹے ہیں کیونکہ دل سے نہیں مانتے ۲۔ عیسائی تو رب تعالیٰ کے لئے بیٹا مانتے تھے اور مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے۔ ان آیات میں ان سب کی تردید ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے خالق ہونا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جب چند بادشاہوں میں ملک تقسیم ہو جاتا ہے تو اگر چند خالق

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ

بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بے شک جھوٹے ہیں ۱؎ اللہ نے کوئی بچہ اختیار

مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ

نہ کیا ۲؎ اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ۳؎ یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق

اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

لے جاتا ۳؎ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلی چاہتا پاکی ہے اللہ کو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ جاننے والا ہر نہاں و عیاں کا تو اسے بلندی

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ

ہے انکے شرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۴؎

فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ

ہے تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ۵؎ اور بیشک ہم قادر ہیں کہ

مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

تمہیں دکھا دیں جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ۶؎ سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو

السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ

دفع کرو ۷؎ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں ۸؎ اور تم عرض کرو ۹؎ کہ اے میرے

بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ

رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ

يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میرے پاس آئیں ۱۰؎ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے ۱۱؎ تو کہتا ہے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا

کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے ۱۲؎ شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ۱۳؎

ع ۵ ۵

ہوتے تو اپنا اپنا بنایا ہوا ملک تقسیم کر لیتے۔ سارے عالم کا ایک ہی رب نہ ہوتا۔ کوئی رب کسی سے دب کر نہ رہتا ورنہ نیاز مند ہوتا غنی نہ ہوتا۔ ۴۔ اس عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے یعنی اگر میرے سامنے اور میری حیات ظاہری میں ان کفار پر دنیا میں عذاب آوے تو مجھے اس سے محفوظ رکھنا ۵۔ اس طرح کہ مجھے کفار کے عقاید‘ اعمال اور ان کے عذاب سے بچانا۔ یہ دعا اُمّت کو سکھانے کے لئے ہے۔ ورنہ انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کی موجودگی میں کفار پر دنیاوی عام غیبی عذاب نہیں آ سکتا۔ رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ تو ان پر یہ عذاب آنا تو ایسے ناممکن ہے جیسے معبود دو ہونا ۶۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کی حیات شریف میں کفار پر اسلامی فتوحات کے عذاب بھیجیں کہ آپ انہیں شکست خوردہ دیکھیں‘ رب نے حضور کو یہ دکھا بھی دیا‘ عذاب استیصال مراد نہیں کیونکہ اس کے متعلق وعدہ ہو چکا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان پر ایسا عذاب نہ آئے گا۔ لہٰذا اس آیت سے امکان کذب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ غیبی پتھر برسنا‘ صورتیں مسخ ہونا وغیرہ یہ عذاب کفار پر نہ آیا اور مطابق وعدہٴ الٰہی نہ آ سکتا تھا ۷۔ یعنی توحید سے شرک کو دفع کرو۔ تقویٰ طہارت سے گناہوں کو‘ بھلائی سے برائی کو‘ نور سے ظلمت کو‘ دلائل سے ان کے اعتراضات کو‘ رحم و کرم‘ سے ان کی سختی کو‘ اخلاق سے ان کی کج خلقی کو‘ علم سے جہالت کو دفع فرماؤ۔ جہاد سے کفر کی سختی کو مٹاؤ۔ غرضیکہ اس آیت میں بڑی وسعت ہے احسن میں گرم‘ نرم تبلیغ‘ جہاد‘ سخت سزائیں سب داخل ہیں۔ طبیب کا مریض کو اپریشن کرنا ہی احسن ہے جس سے بیمار کو شفا ہو جائے۔ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے ۸۔ اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے متعلق کہ رب کے لئے شریک یا اولاد ثابت کرتے ہیں اور آپ کو دیوانہ یا شاعر کہتے ہیں ہم ان کو ان کی سزا دیں گے ۹۔ اس میں صوفیانہ اشارہ ہے اس طرف کہ دعا کی تاثیر کے لئے پاک زبان یا پاک زبان والے کی اجازت چاہیے کیونکہ "رب اعوذ بک" دعا ہے "قل" میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو۔ کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں۔ ۱۱۔ یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈٹا رہتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرتا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں

(بقیہ صفحہ ۵۵۵) جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۲۔ یہاں جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہے جیسے اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِيۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ یا ندا رب کو ہے اور عرض فرشتوں سے ہے جو دنیا سے اسے یہاں لائے تھے ۱۳۔ اس سے مراد یا دنیا ہے یا مال یا اولاد یعنی دنیاوی زندگی یا مال یا اولاد میں جو کوتاہیاں کر آیا ان کا بدلہ کروں۔
۱۔ مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہو گی۔ مرنے کے بعد دنیا میں کوئی عمل کے لئے واپس نہ ہو گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مردہ کو زندہ کرنا' یا حضرت عزیر علیہ السلام کا وفات کے بعد زندہ ہونا اس سے خارج ہے۔ کیونکہ دنیا کی یہ واپسی مردہ کی اپنی تمنا سے عمل کرنے کے لئے نہیں تھی بلکہ رب نے خود اپنی قدرت کے اظہار کے لئے زندہ فرمایا ۲۔ موت سے لے کر قیامت میں اٹھنے تک کے وقت کا نام برزخ ہے۔ یعنی ایک آڑ ہے جو دنیا کی طرف لوٹنے نہ دے گی۔ ۳۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب علیحدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مومن سادات کو کام آئے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے (رد المحتار) بلکہ قیامت میں سکون ہونے پر مومن قرابت دار بھی شفاعت کریں گے۔ کچے بچے' صالح ماں باپ' شیخ' استاذ کی شفاعت ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلۡاَخِلَّآءُ يَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ اور فرماتا ہے۔ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ ۴۔ یہ وہ نیک لوگ ہیں جن کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ ۵۔ یعنی کفار جن کے پاس نیک اعمال تھے ہی نہیں' یا تھے مگر قبول نہ ہوئے جیسے کفار کے صدقات وغیرہ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار کے لئے وزن ہو گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا گیا۔ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا اس سے بعض دوسرے کفار مراد ہیں' یا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کفار کی نیکیوں صدقہ و خیرات وغیرہ میں بوجھ نہ ہو گا۔ ہلکے ہوں گے۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ مومن کا منہ نہ بگاڑے گی۔ خصوصاً" سجدہ کی جگہ کو نہ جلا سکے گی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ یہاں منہ جھلسنا وغیرہ کافر کا عذاب فرمایا گیا۔ ۸۔ یعنی یہ منہ جھلسایا جانا تمہارے کفر و انکار کی سزا ہے ۹۔ دوزخی لوگ چالیس سال تک داروغۂ جہنم مالک کو پکاریں گے۔ اس کے بعد وہ فرمائے گا۔ دوزخ میں پڑے رہو' پھر دنیا کی عمر سے دگنی مدت تک رب کو پکاریں گے۔ تب انہیں وہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے۔ دنیا کی عمر تین لاکھ ساٹھ برس ہے۔ (خزائن العرفان یہی مقام) ۱۰۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ وَمَا دُعَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِيۡ ضَلٰلٍ یعنی آخرت میں کفار کی دعائیں برباد ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ شیطان نے اپنے لئے دراز زندگی مانگی جو کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی ۱۱۔ یہ وہ متقی مسلمان ہیں جو نیک کار ہونے کے باوجود اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں اور رب سے معافی مانگتے ہیں۔ ۱۲۔ یعنی میرے بعض بندے باوجود متقی پرہیزگار ہونے کے اپنے کو گنہگار سمجھ کر ہماری بارگاہ میں دعائے مغفرت کرتے تھے۔ تو ان کا اور ان کی دعاؤں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں اپنے ایمان کے وسیلے سے دعا کرنی چاہیے' جیسا کہ "آمنا" سے ظاہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مولیٰ ہم مجرم ہیں مگر باغی نہیں۔ مومن ہیں۔ ہمارے ایمان کی برکت سے ہم کو بخش دے۔

اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۚ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ

ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور انکے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک

يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ

جس میں اٹھائے جائیں گے تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے

يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

مراد کو پہنچے اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وہی ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ

جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ان کے منہ

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى

پر آگ جلائے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے کیا تم پر میری آیتیں

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا

نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں رب فرمائے گا دھتکارے پڑے رہو

تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ

اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ہنسی اڑانا' کفر بلکہ اشد کفر ہے کہ اس سے دل غافل ہو جاتا ہے۔ پھر بندہ رب کی یاد نہیں کرتا۔ یہ جرم معاف نہیں ہوتا' رب تعالٰی اس کا بہت سخت بدلہ لیتا ہے۔ یہ آیت ان کفار قریش کے بارے میں اتری جو حضرت عمار و یاسر و بلال رضی اللہ عنہم فقراء کا مذاق اڑاتے تھے۔ ۲۔ یعنی تم ان کی ہنسی اڑانے میں اتنے مشغول تھے کہ رب کو یاد نہ کر سکے۔ تو وہ لوگ تمہاری بد باطنی کی وجہ سے تمہارے لئے غفلت کا سبب بن گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' وہ حضرات تو اللہ کی یاد دلانے والے ہیں ۳۔ وہ بدلہ جو تمہارے وہم و گمان میں نہ آ سکے۔ اسی لئے یہاں بدلہ کی تفصیل نہ فرمائی گئی ۴۔ اللہ تعالٰی کفار سے یہ فرمائے گا خیال رہے کہ کفار کو عذر و معذرت کی گفتگو سے روکا گیا تھا۔ یہ گفتگو سرزنش اور عتاب کی ہے' لہٰذا پچھلی آیت کے خلاف نہیں۔ ۵۔ کیونکہ آرام کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کفار کے آرام کی جگہ تھی۔ یا دوزخ کی زندگی کے مقابل دنیا کی زندگی بہت تھوڑی محسوس ہو گی ۶۔ یعنی ان فرشتوں سے پوچھ لے جو ہماری عمریں اور اعمال لکھنے پر مقرر تھے ۷۔ یعنی اگر تم دنیا میں یہ جانتے ہوتے کہ یہاں کی عمر آخرت کے مقابلے بہت تھوڑی ہے وہاں سے نیک اعمال کر کے آتے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی عبادت نہ کرنا' اپنے کو عبث سمجھنا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا اصلی مقصد رب کی عبادت ہے۔ ۹۔ یہ خطاب ان کفار سے ہو گا جو قیامت کے منکر تھے۔ جیسے عام مشرکین' یا ان کفار سے جو قیامت کو مانتے ہوئے اس کی تیاری نہ کرتے تھے۔ جیسے یہود و نصارٰی وغیرہ ۱۰۔ اگرچہ عالم کے ہر ذرہ کا اللہ تعالٰی رب ہے' مگر ادب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت' اس کی مخلوق کی طرف نسبت کی جاوے' اسے کفار کا رب کہہ کر نہ پکارو۔ اسے حضور محمد مصطفیٰ کا رب کہہ کر پکارو ۱۱۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ یعنی غیر خدا کو خدا کہہ کر نہ پکارو اور ان کی عبادت نہ کرو' ورنہ رب نے خود اپنے بندوں کو پکارا ہے اور پکارنے کا حکم دیا ہے' محض پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے ۱۲۔ سند سے مراد نبی کا فرمان ہے یعنی نقلی دلیل کسی پیغمبر نے شرک کا حکم نہ دیا ورنہ کفار شرک پر عقلی بکواس تو بہت کرتے ہیں جسے وہ سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی مشرکوں کو شرک کی اصلی سزا تو بعد قیامت ملے گی۔ حساب و کتاب کے بعد دنیاوی اور قبر کی تکالیف شرک کی اصلی سزا نہیں۔ حوالات کی سختی' حساب میں نہیں لگتی۔ جیل کی مدت مقدمہ کے فیصلہ کے بعد شروع ہوتی ہے ۱۴۔ میری امت کو' یا سارے مومنوں کو' خواہ اولین ہوں یا آخرین' اس میں حضور کی شفاعت کا ثبوت ہے کہ حضور سب کے شفیع ہیں۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ

تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے ۲

مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا

اور تم ان سے ہنسا کرتے۔ بیشک آج میں نے ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا ۳

اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ

کہ وہی کامیاب ہیں فرمایا تم زمین میں کتنا ٹھہرے

عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

برسوں کی گنتی سے ۴ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ ۵

فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ

تو گننے والوں سے دریافت فرما ۶ فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر

اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ

تمہیں علم ہوتا ۷ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار

عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ

بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ۸ تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا

الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ

بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک ۱۰ اور جو

يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے ۱۱ جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ۱۲ تو اس

حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ

کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے ۱۳ بیشک کافروں کو چھٹکارا نہیں اور تم عرض کرو

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اے میرے رب بخش دے ۱۴ اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا۔

ا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر بے پردہ نہ بٹھاؤ۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ انہیں چرخہ کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو (روح البیان وغیرہ) کیونکہ اس سورۃ میں پردہ' شرم وحیاء اور عصمت و عفت کے احکام ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے اس کے سکھانے کا حکم دیا گیا۔ ۲۔ آیات کا وہ مجموعہ جس کا کوئی نام رکھ دیا گیا ہو' سورۃ کہلاتا ہے کی سورۃ وہ ہجرت سے پہلے اتری۔ مدنی وہ جو ہجرت کے بعد آئی ۳۔ مسلمانوں پر' کیونکہ اس سورت کے اکثر احکام کفار پر نہیں ۴۔ یعنی اس صورت میں ضروری احکام کی روشن آیتیں نازل فرمائی گئی ہیں۔ جن

منزل۴ ۵۵۸ النور ۲۴

آیاتہا ۶۴ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۲۴ ۱۰۲ رکوعاتہا ۹

سورۂ نور مدنی ہے اس میں نو رکوع چونسٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورۃ ہے کہ ہم نے اتاری اور ہم نے اسکے احکام فرض کئے اور ہم نے اس میں

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

روشن آیتیں نازل فرمائیں کہ تم دھیان کرو جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ

Page-558.bmp

اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ

اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو بدکار

لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا

مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر

زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ

بدکار مرد یا مشرک اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے اور جو پارسا

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً

انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ

قد افلح ۱۸

سے قریبا عالم کا نظام قائم ہے۔ یعنی زنا کرنے اور کسی بے قصور کو زنا کی تہمت لگانے کی سزائیں اور ان کے بقیہ احکام ۵۔ یہ آیت حنفیوں کی دلیل ہے کہ اس زنا کی حد صرف سو کوڑے ہیں۔ ایک سال کے لئے جلاوطن کرنا حد میں داخل نہیں۔ جن احادیث میں ایک سال جلاوطنی کا حکم بھی ہے۔ وہ تعزیری سزا ہے کہ اگر قاضی مناسب سمجھے تو یہ بھی دے دے۔ لہذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ آیت میں حد شرعی کا ذکر ہے۔ حدیث میں تعزیر کا ۶۔ اس میں حکام سے خطاب ہے کیونکہ شرعی احکام' حکام ہی جاری کر سکتے ہیں۔ یہاں زانیہ زانی سے مراد وہ ہیں جو محصن نہ ہوں کیونکہ محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ محصن وہ ہے جو آزاد ہو' مسلمان ہو' بالغ ہو' اور نکاح صحیح سے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ۷۔ یعنی شرعی سزائیں جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہ کرو۔ نہ کمزور پر ترس کھا کر اسے معاف کرو' نہ بڑے آدمی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ شرعی سزاؤں میں رعایت کرنی کفار کا طریقہ ہے۔ نیز اس رعایت کرنے سے دنیا میں جرم بڑھیں گے۔ اور ملکی انتظام میں فرق آئے گا۔ ۸۔ یعنی مجرموں کو علانیہ سزا دو تا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔ ۹۔ یہ آیت دو طرح منسوخ ہے۔ ایک اس طرح کہ ابتدا اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا۔ پھر اس آیت سے منسوخ ہوا۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ (روح و خزائن) دوسرے اس طرح کہ اب مومن کا نکاح مشرک سے نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۱۰۔ شان نزول۔ بعض فقراء مہاجرین نے چاہا کہ مدینہ منورہ کی بدکار' مشرک' مالدار عورتوں سے نکاح کریں تا کہ ان کی دولت کام آوے اور وہ عورتیں ہمارے نکاح کی برکت سے فسق سے توبہ کر لیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں انہیں اس سے منع فرما دیا گیا (روح و خزائن) ۱۱۔ یعنی جو مسلمان پارسا عورت کے متعلق کہے کہ اس نے زنا کیا پھر اس کے ثبوت میں چار عینی گواہ پیش نہ کر سکے تو خود اس تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ تہمت خواہ صراحۃً "لگائے جیسے کہے کہ فلاں عورت نے زنا کرایا خواہ ضمناً"۔ مثلاً کہے کہ فلاں عورت کا بچہ حرامی ہے۔ خیال رہے کہ اگر تین آدمی کہیں کہ ہم نے فلاں کو زنا کرتے دیکھا تو بھی انہیں یہ سزا لگ جائے گی۔ کیونکہ چار گواہ نہیں۔ اور اگر دو ہزار آدمی بھی کہیں کہ فلاں عورت نے زنا کیا مگر چشم دید گواہ نہ ہو تو بھی سب کو سزا۔

أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ
مانو اور وہی فاسق ہیں ۱ مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں
بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥﴾ وَالَّذِينَ
اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲ اور وہ جو
يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ
اپنی عورتوں کو عیب لگائیں ۳ اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو
فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ
ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے ۴ اللہ کے نام سے کہ وہ
الصَّادِقِينَ ﴿٦﴾ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ
سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر
مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٧﴾ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ
جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی ۵ کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار
شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٨﴾ وَالْخَامِسَةَ
بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے ۶ اور پانچویں یوں
أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٩﴾
کہ عورت پر غضب اللہ کا ۷ اگر مرد سچا ہو ۸
وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ
اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی ۹ اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا
حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ۚ
حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں ۱۰ تمہیں میں ایک
لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ
جماعت ہے ۱۱ اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ۱۲ ان میں ہر شخص

۱۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ زنا کا ثبوت چار گواہوں سے ہو گا جو عینی گواہی دیں۔ دوسرے یہ کہ جو کسی پارسا عورت کو تہمت لگائے زنا کی اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ سزا اسی کوڑے ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایسی تہمت لگانے والے کی آئندہ کبھی گواہی قبول نہ ہو گی، وہ ہمیشہ کے لئے مردود الشہادت ہو گا۔ پانچویں یہ کہ ایسا شخص فاسق ہے۔ چھٹے یہ کہ زنا میں صرف دو مردوں کی گواہی قبول ہو گی۔ خیال رہے کہ یہ سارے احکام محصن عورت کو تہمت لگانے کے ہیں۔ محصنہ وہ عورت ہے جو بالغہ ہو، مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقلہ ہو، زنا سے پاک ہو۔ جس عورت میں اتنے اوصاف نہ ہوں اسے زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف واجب نہیں۔ ۲۔ یعنی اگر تہمت لگانے والا سزا پا کر توبہ کرے تو وہ فاسق نہ رہے گا مگر اس کی گواہی اب بھی قبول نہ ہو گی۔ اِلَّا الَّذِیْنَ کا تعلق فاسقون سے ہے اور گواہی سے متعلق ارشاد ہو چکا کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو یعنی نہ توبہ سے پہلے نہ توبہ کے بعد ۳۔ زنا کا، یا تو اس طرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا کہے کہ اس کا یہ حمل میرا نہیں حرام کا ہے۔ ۴۔ یعنی چار بار اشہد باللہ کہے، یہ کہنا گواہی کے قائم مقام ہو گا ۵۔ یہاں عذاب سے مراد زنا کی سزا ہے۔ یعنی رجم اور شہادت سے مراد شرعی گواہی نہیں، بلکہ اپنی پاکدامنی اور عصمت پر چار قسمیں کھانا مراد ہے۔ آیت کریمہ کی طرز سے معلوم ہوا کہ عورت کی یہ قسمیں صرف عورت کو سزا سے بچانے کا کام دیں گی۔ ان قسموں سے مرد پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ ۶۔ اس تہمت لگانے میں ۷۔ خیال رہے کہ کسی مسلمان پر نام لے کر لعنت کرنا، یا غضب کی بددعا کرنا منع ہے سوائے لعان کے اگرچہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو مگر لعنت کا مستحق نہیں۔ ۸۔ اس کا نام لعان ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں گواہی کے اہل ہوں اور عورت اس کا مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر مرد اس سے انکار کرے تو قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یا تو لعان کرے، یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار۔ اگر اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اس پر حد قذف اسی کوڑے واجب ہوں گے۔ ۹۔ تو تم مصیبت میں پڑ جاتے اور تم کو لعان وغیرہ کے احکام نہ معلوم ہوتے ۱۰۔ یہاں بڑے بہتان سے مراد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا ہے۔ چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور ماں کو تہمت لگانا بیٹے کی انتہائی بدنصیبی ہے اسی لئے اسے بڑا بہتان فرمایا گیا۔ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ۵ ھ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق واقعہ ہوا جس میں ام المؤمنین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں واپسی پر غازیوں کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا۔ صبح صادق سے پہلے ام المؤمنین رفع حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں آپ کی دیر لگی۔ ادھر قافلہ نے کوچ کر دیا۔ قافلہ والوں کو پتہ نہ لگا کہ ام المؤمنین موجود نہیں ہیں۔ آپ قافلہ کی جگہ واپس آ کر بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوان قافلہ سے کچھ پیچھے ٹھہرائے گئے تھے تا کہ وہ قافلہ کا گرا پڑا سامان اٹھالائیں جیسا کہ اس زمانے میں دستور تھا۔ جب حضرت صفوان یہاں پہنچے اور آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے ناللہ پڑھا ام المومنین پر غنودگی طاری تھی۔ اس آواز سے چونک پڑیں حضرت صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ آپ سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ لشکر تک پہنچا دیا۔ سیاہ دل، بدباطن منافقوں نے تہمت لگا دی اور بعض سادہ دل مسلمان بھی ان کے اس فریب میں آ گئے۔ ام المومنین کو اس تہمت کا بالکل

مِنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ
کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا لہ اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا گہ

مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ
اس کے لئے بڑا عذاب ہے گہ کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ

الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ
مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے

اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ
یہ کھلا بہتان ہے گہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب

لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾
گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں ثہ

وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ
اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی

لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ
تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا ثہ جب تم

تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ
ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖۗ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں ثہ اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک

عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ
بڑی بات ہے ثہ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ

اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾
ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے ثہ

(بقیہ صفحہ ۵۵۹) پتہ نہ چلا' آپ بیمار ہو گئیں' ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس دوران میں ام مسطح کے ذریعے آپ کو پتہ چلا تو آپ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپ اپنے میکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اتنا روئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ اس موقعہ پر یہ آیات اتریں جن میں ام المؤمنین کی طہارت' عفت و عصمت کی خود رب نے گواہی دی۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل ام المؤمنین کی پاکدامنی پر مطمئن تھے۔ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی ان بیوی کی پاکیزگی بالیقین معلوم ہے۔ (بخاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رب آپ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اب آپ کی اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اس ہی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپ کی عصمت کے گیت گائے۔ (خزائن و روح) ۱۱۔ یعنی کلمہ گویوں کی جو قومی لحاظ سے مسلمان مانے جاتے ہیں جیسے منافقین' یا مذہبی لحاظ سے تمہاری جماعت میں ہیں جیسے وہ مسلمان جو منافقین کے جال میں پھنس گئے ۱۲۔ کیونکہ تم کو اس واقعہ سے تہمت کے مسائل معلوم ہو گئے اور ام المومنین کے صدقہ تمام مسلم عورتوں کی آبروئیں بچ گئیں۔

۱۔ یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کے بقدر سزا ملے گی' کسی نے بہتان لگایا' کوئی خاموش رہا شک کی بنا پر' کوئی سن کر ہنس دیا' غرضیکہ جیسا جرم کیا ویسا بدلہ ملے گا ۲۔ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ہے جس نے یہ طوفان گڑھا اور اسے مشہور کیا ۳۔ دنیا و آخرت میں' دنیا میں تو اسی کوڑے اور گواہی کا رد ہونا۔ تاقیامت مسلمانوں کی ملامت اور آخرت میں دوزخ کا عذاب۔ معلوم ہوا کہ بڑوں کی گستاخی پر بڑا عذاب آتا ہے۔ ۴۔ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو اس واقعہ میں تردد کرتے ہوئے خاموش رہے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مومنوں کو تردد نہ ہوا ورنہ معاذ اللہ وہ بھی اس عتاب میں داخل ہوتے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا جھوٹا بہتان ہونا غیب نہیں بلکہ بالکل ظاہر تھا جسے رب نے مبین فرمایا۔ لہٰذا حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ ۵۔ یعنی ظاہر و باطن جھوٹے ہیں اور اگر گواہی لے آتے تو ظاہرا" جھوٹے نہ رہتے اگرچہ درحقیقت پھر بھی وہ اور ان کے سارے گواہ جھوٹے ہوئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۶۔ اس میں صرف ان لوگوں سے خطاب ہے جو تہمت میں شریک ہو گئے یا تردد کرتے ہوئے خاموش رہے یعنی تم کو توبہ کی مہلت اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ہے اسی لئے تم عذاب سے بچ گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو تردد بھی نہ ہو' ورنہ وہ حضرات بھی معاذ اللہ اس عتاب میں داخل ہو جاتے' نعوذ باللہ ۷۔ اس طرح کہ نہ تم نے کچھ برائی دیکھی' نہ دیکھنے والے سے سنی' صرف بدگمانی سے کہا ۸۔ اس سے پتہ چلا کہ بعض صحابہ سے گناہ اور معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ ہوئے۔ لہٰذا یہ درست ہے کہ صحابہ سارے عادل ہیں۔ رب نے ان کے بارے میں فرمایا ہے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی اور فرماتا ہے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. ظاہر ہے کہ رب فاسق سے راضی نہیں ہوتا۔ نہ اس سے جنت کا وعدہ

(بقیہ صفحہ ۵۶۰) فرماتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کی پاکدامنی غیب نہیں بلکہ شہادت ہے۔ ایسی شہادت کہ اس میں شک کرنے والوں کو عتاب ہوا۔ جیسے حضرت حسان وغیرہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہمت عائشہ صدیقہ کا بہتان ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لئے اسے بہتان نہ کہنے والوں اور توقف کرنے والوں پر عتاب ہوا لٰہذا عصمت عائشہ حضور پر کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ لیکن اس حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ حضور کے گھر کا معاملہ تھا۔ یہ عتاب دوسروں پر ہے۔ حضرت عائشہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل توقف نہیں تھا۔ لیکن حضور وحی آنے تک خاموش رہے کیونکہ اگر آپ اپنے علم کی بناء پر ام المؤمنین کی عصمت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ نے اپنے اہلبیت کی طرفداری کی۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق بھی خاموش رہے بلکہ خود ام المؤمنین نے بھی لوگوں سے نہ کہا کہ میں بے قصور ہوں۔ حالانکہ آپ کو اپنی پاکدامنی یقین سے معلوم تھی۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾
اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو ۱

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے ۲ اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۳ وہ لوگ

يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ
جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ۴ ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ
نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو اور

اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا
یہ کہ اللہ تم پر مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے۔ اے ایمان والو شیطان کے

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ
قدموں پر نہ چلو ۵ اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ

يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا ۶ اور اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت

وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ
تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا ۷ ہاں اللہ

يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا
ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے اور قسم نہ کھائیں وہ جو

الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى
تم میں فضیلت والے ۸ اور گنجائش والے ہیں ۹ قرابت والوں

۱۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملہ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو تہمت میں شریک ہو گئے دوسرے وہ جو گوموں اور تذبذب میں رہے۔ تیسرے وہ جنہوں نے صراحۃً فرمادیا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے جیسے حضرت علی اور دیگر خلفاء راشدین پہلوں پر عذاب آیا' دوسروں پر عتاب ہوا۔ تیسروں پر رحمت الٰہی۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ تذبذب رہا ہوتا جیسا کہ وہابی کہتے ہیں تو نعوذ باللہ آپ بھی تیسری جماعت میں داخل ہو جاتے معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت عائشہ کی عصمت کا پورا یقین تھا مگر ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر خاموش رہے کیونکہ اپنی لخت جگر کا واقعہ تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ پر تہمت لگائے یا ان کی جناب میں تردد میں رہے وہ مومن نہیں کافر ہے۔ ۲۔ احکام شرعیہ کی آیتیں' یا حضرت ام المؤمنین کی سچائی کی نشانیاں یا علامات ۳۔ جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافق جن کا کام ہے ہی فتنہ پھیلانا ۴۔ تو اے تہمت لگانے والو! تم پر ایسا بے نظیر عذاب آتا جو آج تک کسی پر نہ آیا کیونکہ تم نے بے نظیر نبی کی بے نظیر 'طیبہ' طاہرہ' عفیفہ' محفوظہ' زوجہ کو بہتان لگایا ۵۔ یعنی شیطان کے سے کام نہ کرو کہ پاکدامنوں کی تہمت لگانا' اور ام المؤمنین جیسی طیبہ بی بی کے متعلق تردد کرنا خالص شیطانی کام ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ کی عظمت کا منکر شیطان کا متبع ہے' بے حیا ہے' بدکار ہے' اس سے بڑا بے حیا کون ہو گا کہ جو اپنی ماں کو تہمت لگائے۔ ۷۔ اس طرح کہ تہمت لگانے والوں اور تردد کرنے والوں کو کبھی توبہ کی توفیق نہ ملتی' یا ان میں سے کسی کی توبہ قبول نہ ہوتی ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ ابوبکر صدیق رب تعالیٰ کی نظر میں بڑی عظمت والے ہیں اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امامت کے لئے اپنے آخر وقت میں منتخب فرمایا۔ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق بعد انبیاء افضل الخلق ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں اولوالفضل مطلقاً فرمایا بغیر کسی قید' لٰہذا آپ مطلقاً" بزرگی والے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ "منکم" میں خطاب تمام اہل بیت و صحابہ سے ہے تا کہ معلوم ہو کہ وہ تمام اہل بیت اور صحابہ سے افضل ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ والسعۃ کے بعد منکم نہ آیا کیونکہ صدیق اکبر سب صحابہ سے مالدار نہ تھے ۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو دین و دنیا کی خوبیاں کامل طور پر بخشیں۔ شان نزول۔ یہ پوری آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا

اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں

وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے لہ اور

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ٹہ بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں ایمان

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ

پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

لئے بڑا عذاب ہے ٹہ جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں ٹہ اور

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ

ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن اللہ انہیں ان کی سچی

اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

سزا پوری دے گا ٹہ اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح

الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ

حق ہے گندیاں گندوں کے لئے اور گندے

لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ

ستھریوں کے لئے ٹہ وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں ٹہ ان کیلئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بخشش اور عزت کی روزی ہے ٹہ اے ایمان والو

ع ۹

(بقیہ صفحہ ۵۶۱) کریں گے کیونکہ یہ حضرت ام المؤمنین کے بہتان میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت مسطح فقیر' مہاجر اور حضرت ابوبکر صدیق کے عزیز تھے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے وظیفہ پر گزارہ کرتے تھے مگر ام المومنین کو تہمت لگانے میں شریک ہو گئے اور انہیں سزا یعنی اسی کوڑے لگائے گئے۔ مگر حضرت صدیق سے فرمایا گیا کہ اے ابوبکر! تم تم ہی ہو اور وہ وہ ہی ہیں۔ تم مسطح کا وظیفہ بند نہ کرو۔ تم تو انہیں اللہ کے لئے دیتے ہو۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑا گناہ بھی مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں کرتا یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خطا کار بھائی سے بھی بھلائی کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مخلوق پر مہربانی کرنے سے رب مہربان ہوتا ہے ۲۔ جب یہ آیت حضور نے ابوبکر صدیق کو سنائی تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں ضرور چاہتا ہوں کہ رب میری مغفرت کرے۔ یہ کہہ کر حضرت مسطح کا وظیفہ جاری کر دیا گیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ ۳۔ اس سے مراد یا تو حضور کی ازواج پاک ہیں یا تمام مسلمان پاکدامن عورتیں اس سے معلوم ہوا کہ بے گناہ مومنہ کو تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ ۴۔ مہر لگائے جانے سے پہلے' پھر بعد میں مہر لگے گی۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ جس کے وہ قانونی طور پر مستحق ہوں گے یعلوم ہوا کہ عربی میں دین سزا کو بھی کہتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کو یوم الدین کہا جاتا ہے ۶۔ یعنی خبیث عورتیں' خبیث خصلتیں' خبیث باتیں تہمت وغیرہ خبیث لوگوں کے لئے ہیں۔ اچھے لوگ اس سے بچتے ہیں ۷۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مہربان باپ اپنی اولاد کا نکاح بری عورت سے نہیں کرتا خوب دیکھ بھال کر تحقیقات کر کے نکاح کرتا ہے تو میں مہربان رب اپنے محبوب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کسی بری عورت سے کیسے کراتا۔ اچھوں کے لئے اچھی اور بروں کے لئے بری عورتیں موزوں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خبیث لوگ' خبیث خصلتیں اور اچھے لوگ اچھی خصلتیں اختیار کرتے ہیں' تو مسلمانوں کی ماں اور سلطان انبیاء کی زوجہ' صدیق اکبر کی نور چشم حضرت صدیقہ کسی برے کام کا ارادہ بھی کیسے کر سکتی ہیں ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ بی بی مریم سے افضل ہیں کہ بی بی مریم کی گواہی عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور جناب عائشہ صدیقہ کی عصمت کی گواہی خود رب نے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی گواہی بچے نے دی اور حضور کی زوجہ کی گواہی رب نے دی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا اللہ کا ایک ہونا اور حضور کا رسول ہونا کیونکہ ان کے جنتی ہونے کی خبر اس آیت نے صراحۃً سنائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی لاکھوں خصوصیات میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) آپ حضور کو کنواری ملیں (۲) آپ تمام عورتوں میں بہت بڑی عالمہ' زاہدہ' مفسرہ قرآن تھیں (۳) جبریل امین آپ کی تصویر حریر پر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ دنیا و آخرت میں حضور کی زوجہ ہیں (۴) آپ کے سینہ پر حضور کی وفات ہوئی (۵) آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے۔ (۶) آپ کی عصمت کی رب نے گواہی دی۔ (۷) آپ کے بستر پر حضور پر وحی آئی۔ (۸) آپ کو جبریل امین سلام عرض کرتے تھے (۹) آپ پاک پیدا ہوئیں اور پاک ہیں۔ تاقیامت آپ کا حجرہ اقدس جن و انس و ملائکہ کی زیارت گاہ ہے۔ یہ حجرہ ہی حضور انور کا روضہ بنا۔ رضی اللہ عنہا۔ اللہ تعالیٰ اس طیبہ طاہرہ صدیقہ ماں کے طفیل ہم گنہگار اولاد پر رحم فرمادے۔ اچھے ماں باپ کے برے بچے بھی بخشے جاتے ہیں۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ؕ

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ

اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو[۱] اور

تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو[۲] یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو[۳]

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى

پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ[۴] جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے

يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ

ان میں نہ جاؤ[۵] اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو[۶]

اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

یہ تمہارے لئے بہت ستھرا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر

جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ

کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں[۷] اور ان کے برتنے

لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ

تمہیں اختیار ہے[۸] اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو[۹] مسلمان

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ

مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں[۱۰] اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں[۱۱]

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ

یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے[۱۲] بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو

لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

حکم دو[۱۳] اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں[۱۴] اور اپنی پارسائی کی

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

حفاظت کریں[۱۵] اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے[۱۶]

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر گھر میں بغیر اجازت نہ جاوے خواہ صراحۃً اجازت لے یا بلند آواز سے سلام یا الحمد للہ یا سبحان اللہ کہے، ملاقات ہونے پر پہلے سلام پھر کلام کرے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت گھس جانا کسی کو جائز نہیں، نہ عام لوگوں کو نہ پولیس والوں کو، نہ بادشاہ کو، نہ پیر و فقیر کو، یہ حکم عام ہے اور حضور کے دولت خانہ میں بغیر اجازت حاضر ہونا فرشتوں کو بھی جائز نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الخ اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ ۳۔ جو تمہیں اندر جانے کی اجازت دے ۴۔ یعنی کسی کے خالی مکان میں نہ جاؤ، ہاں جب مکان والا تمہیں اجازت دے کہ جاؤ میرے مکان میں داخل ہو جاؤ تو جاؤ ۵۔ نہ برا مناؤ اور نہ اجازت لینے پر اصرار کرو، روح البیان نے فرمایا کہ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بی بی صاحبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ میں کبھی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ کسی کا دیکھنا پسند نہیں کرتی بعض لوگ اس حال میں اندر آ جاتے ہیں۔ تب یہ آیات کریمہ اتریں ۶۔ شان نزول۔ پچھلی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے حضور سے ان مسافر خانوں کے متعلق پوچھا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یا شام کے راستہ میں بنے ہیں کہ کیا ان میں بھی بغیر پوچھے اندر داخل نہیں ہو سکتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس سے مراد مسافر خانے اور منزلیں ہیں۔ ۷۔ کیونکہ وہ وقف ہیں تمہیں وہاں ٹھہرنے، غسل کرنے، آرام کرنے کا حق ہے ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ ان مقامات میں بھی بری نیت سے نہ جاؤ جو چوری کرنے یا غیر محرم عورتوں کو تکنے کے لئے جائے گا سزا پائے گا۔ ۹۔ اس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ امرد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام البتہ طبیب مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو اسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے (مدارک و احمدی وغیرہ) ۱۰۔ اس طرح کہ زنا اور زنا کے اسباب سے بچیں کہ سواء اپنی زوجہ اور مملوکہ لونڈی کے کسی پر ستر ظاہر نہ ہونے دیں ۱۱۔ یعنی نیچی نگاہ رکھنا، اسباب زنا سے بچنا تہمت کے مقام سے بھاگنا بہت بہتر ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مومنہ عورتوں کے لئے ہیں۔ کافرہ عورت مردوں کے حکم میں ہے۔ مومنہ کو کافرہ سے پردہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں تو فرمایا۔ افعمیان انتما کیا تم دونوں بھی نابینا ہو ۱۳۔ یعنی اگر ضرورتاً ان عورتوں کو باہر جانا پڑے تو ان پابندیوں کے ساتھ جائیں۔ ورنہ بلا ضرورت گھروں سے نکلنا ہی ٹھیک نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ جب پیغمبر کی بیویوں کو جو مسلمانوں کی مائیں ہیں گھروں میں رہنے کی تاکید ہے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔ ۱۴۔ کہ زنا اور اسباب زنا سے بچیں۔ حتی کہ اپنی آواز بھی غیر محرم کو نہ سنائیں۔ آواز والا زیور نہ پہنیں جبکہ اجنبی سنتے ہوں اسی لئے عورت اذان نہیں کہہ سکتی۔ ۱۵۔ تفسیر احمدی اور خزائن عرفان میں فرمایا کہ یہ حکم نماز کا ہے یعنی نماز میں عورت چہرہ اور منہ کلائی سے نیچے ہاتھ، ٹخنے سے نیچے پاؤں ڈھکنے کی پابند نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اعضا اجنبی مردوں کو دکھائے، رب تعالی فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ جب تم نبی کی ازواج سے کچھ سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تین عضو ستر عورت نہیں۔ ان کا چھپانا فرض نہیں مگر اجنبی کو دکھانا حرام ہے۔ خیال

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں ۱ اور اپنا سنگار ظاہر

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ ۲ یا شوہروں کے باپ یا

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ

اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے ۳ یا اپنے بھائی یا اپنے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

بھتیجے یا اپنے بھانجے ۴ یا اپنے دین کی عورتیں ۵ یا اپنی کنیزیں

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ

جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں ۶ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد

الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

نہ ہوں ۷ یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر

النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

نہیں ۸ اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں ۹ کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ

سنگار ۱۰ اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! ۱۱

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ، اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں ۱۲

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ

اور اپنے لائق بندوں ۱۳ اور کنیزوں کا ۱۴ اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ

غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب ۱۵ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں ۱۶

(بقیہ صفحہ ۵۶۳) رہے کہ یہاں زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے جیسے سر جھومر کی جگہ ہے اور ہاتھ کنگن کی اور پاؤں پازیب اور جھانجن کی۔ ناک بلاق کی' کان بالی پہننے کی جگہ ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے صرف کرتا کافی نہیں بلکہ دوپٹہ بھی ضروری ہے تا کہ جسم کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ صرف سر پر ہی نہ ہو بلکہ اتنا بڑا ہو کہ سر و سینہ اور پیٹھ سب ڈھک دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ اتنے باریک کپڑے کا نہ ہو جو جسم چھپا نہ سکے۔ ۲۔ باپ سے مراد سارے اصول دادا' پڑدادا وغیرہ ہیں اور بیٹوں سے مراد سارے فروع پوتا' نواسا وغیرہ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر اور محرموں سے پردہ نہیں۔ محرم وہ جس سے رشتہ کی بناء پر نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو' خواہ ذی رحم بھی ہو یا نہ ہو ۳۔ یعنی سوتیلے بیٹے کہ اب وہ بھی محرم ہو گئے۔ اگرچہ ذی رحم نہیں ۴۔ چچا' ماموں وغیرہ بھی اس حکم میں ہیں کہ ان سے پردہ نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت کافرہ عورت سے پردہ کرے۔ حضرت عمر نے حکم دیا تھا کہ کافرہ عورتیں' مومنہ عورتوں کے ساتھ حمام میں نہ جائیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مالکہ اپنے غلام سے پردہ کرے کیونکہ نا سے مراد لونڈیاں ہیں۔ ۷۔ بہت بوڑھے مرد بشرطیکہ صالح' نیک ہوں اور بالکل شہوت کے قابل نہ ہوں خیال رہے کہ خصی اور نامرد اور بدکار ہیجڑے سے پردہ واجب ہے۔ مومنہ عورتیں ان کے سامنے نہ ہوں۔ ۸۔ یعنی وہ چھوٹے بچے جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکے سے پردہ چاہیے۔ ۹۔ اس سے معلوم کہ عورت کے زیور کی آواز بھی اجنبی نہ سنے' تو خود عورت کی آواز کا کیا پوچھنا اسی لئے عورت کو اذان دینا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کو گانا' لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو پر تقریریں کرنا سب ممنوع ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ عورت بجنے والا زیور اول تو پہنے ہی نہیں اور اگر پہنے تو اتنا آہستہ پاؤں سے چلے کہ اس کی آواز نامحرم نہ سنے۔ حضور نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجن پہنتی ہوں۔ (خزائن) ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہ سے انسان ایمان سے نہیں نکل جاتا کہ رب تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ان احکام مذکورہ میں کوتاہی کر چکے تھے۔ توبہ کا حکم دیا لیکن انہیں مومن فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کامل جل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مسلمان توبہ کرے' خواہ گنہگار ہو یا نہ ہو ۱۲۔ مرد یا عورت' کنوارے یا غیر کنوارے' یہ امر استحبابی ہے اور ضرورت کے وقت وجوب کے لئے ہے اگر زنا کا خطرہ ہو۔ معلوم ہوا کہ لونڈی و غلام مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے ۱۳۔ جو نکاح کے لائق ہوں۔ یا نیک و صالح ہوں' نالائقوں کا نکاح نہ کرو جو تمہیں اور اپنی بیویوں کو پریشان کریں ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں' معنی خادم' لہٰذا عبد النبی' عبد الرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت تنزیہی ہے جیسے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا گیا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ کُنْتُ اَنَا عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نکاح غنا کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ فقیر کو غنی کر دیتا ہے۔ عورت خوش نصیب ہوتی ہے۔ ۱۶۔ یعنی جو ناداری' غریبی کی وجہ سے نکاح نہ کر سکیں وہ اغلام' متعہ' جلق' مشت زنی سے بچیں کہ سب کام حرام ہیں۔ ایسے غریبوں کو حدیث شریف میں روزے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ روزے سے نفس کمزور پڑ جاتا

(بقیہ صفحہ ۵۶۴) ہے۔ شہوت ٹوٹتی ہے۔
۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ نادار کو صبر کا حکم کیا گیا۔ متعہ کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ کسی مجبوری میں بھی جائز نہیں جیسے کہ شراب و سور مخمصہ میں حلال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بی بی کے بغیر جان نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں روزے رکھے اس سے مودودی کا رد بخوبی ہو گیا کہ اس جاہل نے ایسی صورت میں متعہ کی اجازت دی ہے۔ نیز جلق و اغلام کی حرمت بھی معلوم ہوئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی استحباب کے لئے بھی آتا ہے' گویا رب اپنے بندوں کو مشورہ دے رہا ہے کیونکہ مکاتب کرنا فرض نہیں مستحب ہے۔ ۳۔ شان نزول۔ صبیح غلام نے اپنے مولا حویطب بن عبدالعزیٰ سے درخواست کی کہ مجھے مکاتب کر دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا کہ اگر تم سمجھو کہ غلام مال ادا کر دے گا تو اسے مکاتب کر دو۔ اس میں حرج نہیں ۴۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَفِی الرِّقَابِ ورنہ اپنے غلام کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یعنی مکاتب کو زکوٰۃ دو تاکہ وہ اپنا بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت عبداللہ ابن ابی بن سلول کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی کنیزوں کو بدکاری کرنے پر مجبور کرتا تھا تاکہ اس کی آمدن سے مالدار ہو جاوے۔ ان کنیزوں نے اس کی شکایت حضور کی خدمت میں کی۔ خیال رہے کہ یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بدکاری سے بچنا چاہیں تب تو انہیں اس پر مجبور نہ کرو اور اگر خود بدکاری کرنا چاہیں تو انہیں حرامکاری کی اجازت دے دو۔ ۶۔ یعنی جس کو زنا پر مجبور کیا گیا تو مجبور کرنے والا گنہگار ہو گا نہ کہ خود زنا کرنے والی۔ یہ حکم اس عورت کے لئے ہے جسے قتل کی دھمکی دے کر زنا کیا گیا۔ مرد کے لئے یہ حکم نہیں۔ اسی لئے اکراھھن فرمایا گیا۔ ۷۔ جس میں حرام و حلال احکام اور سزائیں تفصیل وار مذکور ہیں ۸۔ اس سے گزشتہ صالحین بھی مراد ہیں جن پر اللہ کی رحمتیں آئیں۔ اور کافر قومیں بھی مراد ہیں جن پر عذاب نازل ہوئے تاکہ رب سے امید اور خوف ہو۔ ۹۔ یعنی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے' وجود نور ہے اور عدم تاریکی یا ان کے باشندوں کو ہدایت کرنے والا ہے یا زمین و آسمان کو سورج و چاند وغیرہ سے منور فرمانے والا ہے۔ یا نبی کے نور سے ان میں روشنی بخشنے والا ہے۔ ۱۰۔ اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ورنہ رب کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے نور ہیں' یا یہ کہو کہ اللہ کا جمال نور ہے اور حضور اس کی چمنی۔ اگر لیمپ پر سبز چمنی ہو تو گھر کے ہر گوشہ میں جہاں لیمپ کا نور پہنچے گا وہاں چمنی کا رنگ بھی پہنچے گا۔ اسی طرح تمام جہان میں نور اللہ کا ہے اور رنگ رسول اللہ کا۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی واضح ہوا کہ جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے۔ ۱۱۔ یعنی جیسے وہ محفوظ شمع جو طاق فانوس وغیرہ سے محفوظ ہو' ہوا سے کچھ بجھ نہیں سکتی' ایسے ہی نور محمدی کسی طاقت سے بجھ نہیں سکتا اور جیسے زیتون کے تیل کا چراغ بالکل دھواں نہیں ایسے ہی دین اسلام میں کوئی دھواں اور غبار نہیں۔

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ
وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انہیں مقدور والا کر دے
فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
اپنے فضل سے ۱ اور تمہارے ہاتھ کی ملک باندی غلاموں میں سے جو یہ چاہیں کہ کچھ مال
فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ
کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو تو لکھ دو ۲ اگر ان میں کچھ بھلائی جانو ۳ اور اس پر انکی مدد کرو اللہ
اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ
کے مال سے جو تم کو دیا ۴ اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ
اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ
بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو ۵ اور جو
يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾
انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ بعد اسکے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں بخشنے والا مہربان ہے ۶
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ
اور بے شک ہم نے اتاریں تمہاری طرف روشن آیتیں ۷ اور کچھ ان لوگوں کا بیان
خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ
جو تم سے پہلے ہو گزرے ۸ اور ڈر والوں کے لئے نصیحت، اللہ نور ہے ۹
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ
آسمانوں اور زمین کا اسکے نور کی مثال ایسی ۱۰ جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ
وہ چراغ ایک فانوس میں ہے ۱۱ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا
يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ

ع ۴ / ۱۰

غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ

پچھم کا ۱ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے ۲ نور پر

عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

نور ہے ۳ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے ۴ اور اللہ مثالیں بیان

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ

فرماتا ہے لوگوں کے لئے ۵ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں ۶

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ۷ اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

کرتے ہیں ان میں صبح اور شام ۸ وہ مرد ۹ جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ

فروخت ۱۰ اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ۱۱ ڈرتے ہیں

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

اس دن سے ۱۲ جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں ۱۳ تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

ان کے سب سے بہتر کام کا ۱۴ اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے ۱۵ اور اللہ روزی دیتا

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

ہے جسے چاہے بے گنتی۔ اور جو کافر ہوئے ان کے کام ایسے ہیں

كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ

جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں ۱۶ کہ پیاسا اسے پانی سمجھے ۱۷ یہاں تک

لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ

جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا ۱۸ تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا ۱۹

۱۔ یعنی وہ درخت زیتون نہ سرد ملک میں واقع ہے نہ گرم ملک میں' بلکہ اس ملک میں جہاں اس کے پھل اچھے ہوتے ہیں اور روغن خوب صاف و ستھرا نکلتا ہے۔ جو خوب روشنی دیتا ہے۔ ۲۔ یعنی اس روغن زیتون کی صفائی اس حد تک ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر آگ دکھائے ہی چمک اٹھے گا۔ ۳۔ یعنی بجلی کا قمقمہ خود بھی روشن ہو اور اس پر دوسرے انڈوں کی روشنی پڑ رہی ہو ایسے ہی حضرت کا سینہ مبارک تو طاق ہے اور حضور کا دل فانوس اور حضور کی نبوت جو درخت وحی سے روشن ہے وہ نور پر نور ہے۔ یعنی حضور خود بھی نور ہیں اور نبوت و قرآن کا اترنا نور پر نور آنا ہے۔ (خزائن) ۴۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ فیاض کی طرف سے فیض یکساں آ رہا ہے۔ مگر لینے والوں کے ظرف مختلف ہیں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق حاصل کرتا ہے جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر قمقمے جس پاور کے ہوں گے اسی قدر چمکیں گے۔ دوسرے یہ کہ ہدایت یافتہ ہونا ہمارا اپنا کمال نہیں' رب کی عطا ہے لہٰذا اس پر شکر کرے' فخر نہ کرے۔ ۵۔ یعنی یہ مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہیں نہ کہ اے محبوب تمہیں سمجھانے کو۔ آپ تو سمجھے ہوئے بھیجے گئے ہیں ۶۔ گھروں سے مراد اللہ کے گھر ہیں۔ یعنی مسجدیں۔ خانہ کعبہ بھی اس میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ مسجد میں افضل ہے ۷۔ اس طرح کہ ان کی عمارت دوسری عمارتوں سے اونچی ہو۔ نیز ان کو پاک و صاف رکھا جائے۔ ان مسجدوں کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ ان میں دنیاوی کاروبار نہ کئے جائیں غرضیکہ یہ آیت آداب مسجد کی اصل ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ صبح و شام اللہ کے ذکر کے لئے بہت اعلیٰ وقت ہیں کہ یہ زندگی کی دکان کھلنے اور بند ہونے کے اوقات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے وقت اور اچھی جگہ عبادت کرنی بہت اعلیٰ ہے ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہیے اور مردوں کو مسجدوں میں اس لئے کہ یہاں مسجدوں میں ذکر کرتے وقت رجال فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقرن فی بیوتکن. اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دنیا کے مشاغل میں پھنسا ہو' اس کی عبادت رب کو بڑی محبوب ہے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان کو بیکار نہیں رہنا چاہیے' کاروبار کرنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ تمام دنیاوی کاروبار میں تجارت افضل ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو کر دین سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ نہ تارک دنیا ہو نہ تارک دین۔ چوتھے یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل ہے کہ رب نے اس کا ذکر پہلے فرمایا ۱۱۔ یعنی صالحین نیکیاں بھی کرتے ہیں اور رب تعالیٰ سے خوف بھی کرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہوں یا نہ ہوں۔ نیز وہ سمجھتے ہیں کہ رب کی عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا ۱۲۔ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر گلے میں آ پھنسیں گے اور آنکھیں پھٹ جائیں گی ۱۳۔ یہ جملہ تسبیح کے متعلق ہے یعنی وہ لوگ دنیا کے دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ رب سے ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کا ذکر کرتے ہیں ۱۴۔ خیال رہے کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں اور رب تعالیٰ کا دیدار اس کا انعام۔ یا ایک کا بدلہ سات سو تک عوض ہے' اس سے زیادہ انعام' یہ زیادتی ہمارے وہم و گمان سے باہر ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں مردود ہیں جیسے جڑ کٹی ہوئی شاخوں کو پانی دینا بے سود ہے مگر خیال رہے کہ کافر کی نیکیاں برباد اور گناہ باقی ہوں گے جیسے مومنوں کے گناہ معاف اور نیکیاں قائم انشاء اللہ ۱۶۔ اسے سراب کہتے ہیں' دوپہر میں ریتہ دور سے پانی معلوم ہوتا ہے۔ پیاسا اسے پانی سمجھ کر وہاں جاتا ہے مگر اسے ریتہ ملتا ہے تو سخت

(بقیہ صفحہ ۵۶۶) مایوس ہوتا ہے۔ ایسے ہی کفار کے صدقات و خیرات کا حال ہے کہ قیامت میں بیکار ثابت ہوں گے ۱۷۔ یعنی اللہ کے غضب کو یا اس کی سزا و عقاب کو ۱۸۔ اس طرح کہ کافر کے لئے دنیاوی راحت و آرام اس کی نیکیوں کا بدلہ اقرار دے کر اس کا حساب بے باک کر دیا گیا۔ (اللہ کی پناہ)

۱۔ یعنی جیسے اندھیری اور بادل والی رات میں سمندر کی تہ میں چند اندھیریاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پانی' موج' شب اور بادل کی اندھیریاں ایسے ہی کافر پر بہت سی اندھیریاں جمع ہیں۔ کفر' نفس امارہ' برے ساتھی' دنیا کی نعمتوں' برے پیشواؤں کی تعلیم کی اندھیریاں' ایسی جمع ہیں کہ اسے کچھ سوجھتا نہیں' ان تمام اندھیریوں کو کاٹنے والا مدینے کا سچا سورج ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۔ یعنی جسے حضور کی اطاعت کی توفیق نہ ملی' اسے نیک اعمال کی بھی توفیق نہ ملے گی' یا جو روز ازل نور کے چھینٹے سے محروم رہا' وہ دنیا میں ایمان نہ لائے گا۔ یا جس کے ایمان کا رب نے ارادہ نہ فرمایا اسے کوئی رہبر ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۳۔ اس میں حضور سے خطاب ہے اور یہ استفہام انکاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم کھانا کھاتے تھے اور کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہ تو ذروں کے علم کا حال ہے پھر آفتاب نبوت کا کیا کہنا ۴۔ یعنی آسمانوں کی ساری مخلوقات اور زمین کی تمام مخلوقات' سوائے کفار کے رب کی پاکیزگی بولتے ہیں ۵۔ یعنی زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں اڑنے کی حالت میں ۶۔ معلوم ہوا کہ ہر جانور اختیاری تسبیح پڑھتا ہے جو رب نے بطور الہام انہیں سکھائی۔ اضطراری تسبیح مراد نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حیوان کی تسبیح جدا ہے' جسے وہ قدرتی طور پر جانتا ہے۔ جیسے ہر جانور کی غذا الگ جسے وہ فطری طور پر جانتا ہے کہ کتا گھاس نہیں کھاتا' بکری گوشت نہیں کھاتی۔ ۷۔ اس میں بد عمل اور بد عقیدہ انسان کو تنبیہہ ہے کہ جانور تو اللہ کی یاد کریں اور تو اشرف المخلوقات ہو کر بدکاری کرے۔ کتنی شرم کی بات ہے ہم تیرے کام جانتے ہیں ۸۔ خیال رہے کہ جہاں تک سلطان کی سلطنت ہوتی ہے وہاں تک وزیر اعظم کی وزارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت الہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں' تو جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں۔ اسی لئے رب کی صفت ہے رب العالمین' حضور کی صفت ہے رحمۃ للعالمین ۹۔ اور وہاں پہنچاتا ہے جہاں بارش کا حکم ہو چکا ہے ۱۰۔ جیسے چھلنی سے پانی۔ اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بہت بارش کے بعد بھی بادل ویسا ہی رہتا ہے۔ جیسا آیا تھا اگر خود بادل پانی بن کر برستا ہوتا تو چاہیے تھا کہ بارش کے بعد بادل ختم ہو جاتا لہذا آیت نہایت صحیح ہے۔ فلسفہ کے ڈھکوسلے اعتبار کے قابل نہیں ہیں ۱۱۔ یعنی اولوں کے پہاڑ برساتا ہے۔ یا جیسے زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمانوں پر برف کے پہاڑ ہیں جن سے اولے برستے ہیں ۱۲۔ یعنی ان اولوں سے بعض کے کھیت' گھر' جانور یا جان کو تباہ کر دیتا ہے اور بعض کو محفوظ رکھتا ہے۔ ۱۳۔ یعنی بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بصارت جاتی رہے گی۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ

اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے یا جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کے دریا میں

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا

اس کے اوپر موج، موج کے اوپر اور موج اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں

فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ

ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو اور جسے اللہ نور

اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ

نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں ۲ کیا تم نے نہ دیکھا ۳ کہ اللہ کی تسبیح کرتے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ

ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ۴ اور پرندے پر پھیلائے ۵ سب نے جان رکھی

صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح ۶ اور اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے ۷ اور اللہ ہی کے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ۸ اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا، کیا تو نے نہ دیکھا کہ

يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو ۹ پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر انہیں تہ بہ تہ کر دیتا

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ

ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے ۱۰ اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں

فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ

جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اولے ۱۱ پھر ڈالتا ہے انہیں جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے انہیں

يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ

جس سے چاہے ۱۲ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے ۱۳ اللہ بدلی کرتا ہے

ا۔ اس طرح کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے رات آتی ہے یا کبھی رات و دن ٹھنڈے ہوتے ہیں کبھی گرم۔ یا اس طرح کہ کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا' کبھی اس کے برعکس یہ ہی قوموں کا حال ہے کہ کبھی کسی کو غلبہ کبھی کسی کو۔ اس سے عبرت پکڑو۔ ۲۔ اس قاعدے سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام خارج ہیں۔ حضرت آدم کے لئے رب فرماتا ہے۔ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ حضرت عیسیٰ کی پیدائش نطفہ سے نہ ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے اور اگر پانی سے مراد وہ پانی ہے جو عالم کی اصل ہے تو استثنیٰ کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ قانون اور ہے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ

رات اور دن کی[1] بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے

خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ

زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا[2] تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے[3]

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے[4] اور ان میں کوئی چار پاؤں پر

عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

چلتا ہے[5] اللہ بناتا ہے جو چاہے[6] بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا

قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ

ہے۔ بے شک ہم نے اتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں اور اللہ جسے

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ

چاہے سیدھی راہ دکھائے[7] اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول

وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ

پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں[8] اور وہ مسلمان

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

نہیں[9] اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول ان میں

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا

فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے، اور اگر ان کی ڈگری ہو تو

اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ

اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے[10] کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں

اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے[11] بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں[12]

قدرت کچھ اور قانون کے پابند ہم ہیں نہ کہ حق تعالیٰ آگ کا جلا دینا قانون ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا رب کی قدرت ہے ایسے ہی سب کا نطفہ بننا قانون ہے اور بعض کا بغیر نطفہ پیدا ہونا رب کی قدرت ہے ۳۔ جیسے سانپ مچھلی اور بہت سے کیڑے مکوڑے۔ ۴۔ جیسے آدمی اور چڑیاں وغیرہ خیال رہے کہ جنات کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ انسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بچے دیتے ہیں ۵۔ جیسے گائے' بھینس بکری اور اکثر چرندے' جانور' خیال رہے کہ چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے' باقی انڈے دیتے ہیں' سوائے چھپکلی کے کہ اس کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر انڈے دیتی ہے۔ ۶۔ چنانچہ رب کی بہت سی مخلوق ہمارے علم سے باہر ہے۔ کتاب عجائب المخلوقات میں بہت سی عجیب قسم کی مخلوقات کا ذکر ہے ۷۔ یعنی انسان تین قسم کے ہیں۔ ظاہر و باطن مومن' ظاہر و باطن کافر' ظاہر مومن باطن کافر یعنی منافق اللہ نے ان میں سے مومنوں کو ہدایت دی باقی دو گروہ کافر رہے ۸۔ یہ آیت بشر منافق کے متعلق نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جس میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا۔ سب جانتے تھے کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت حق و صداقت کی عدالت ہے اس لئے یہودی نے حضور سے فیصلہ کرانا چاہا۔ مگر منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو اپنا حاکم نہ ماننا کفر ہے۔ کیونکہ رب نے بشر پر کفر کا فتویٰ اسی لئے دیا کہ اس نے حضور کو اپنا حاکم نہ مانا۔ دوسرے یہ کہ منافق کلمہ گو اگرچہ قومی مسلمان تو ہیں مگر مذہبی مسلمان نہیں جیسے آج کل مسلمانوں کے بہت سے مرتد فرقے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ رب کی بارگاہ ہے' ان کے ہاں حاضری رب کے حضور حاضری ہے کیونکہ انہیں حضور کی طرف بلایا گیا تھا' جسے رب نے فرمایا' اللہ و رسول کی طرف بلایا گیا۔ نیز حضور کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ جس کی اپیل ناممکن ہے حضور کے حکم سے منہ موڑنا رب تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے ۱۱۔ یعنی منافقوں کا یہ حال ہے کہ جس مقدمہ میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ کے حبیب کو حاکم نہیں مانتے اور جس مقدمہ میں وہ سچے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آجاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے پرستار ہیں۔ یہی حال آج کل کے ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ خدا کو ظالم کہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے رب تعالیٰ کا ظلم کرنا محال عقلی ہے ایسے ہی حضور کا ظلم کرنا محال عقلی ہے کیونکہ ایک ظلم کو رب نے اپنے اور رسول کی طرف نسبت فرمایا۔ وہ بچے' ان کا رب سچا صلی اللہ علیہ وسلم جو حضور پر بدگمانی کرے' وہ رب پر کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ سنت الہیہ ہے

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ

مراد کو پہنچے ۱؎ اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے

وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۵۲ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں ۲؎ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم انہیں حکم دو گے تو ضرور جہاد کو نکلیں گے ۳؎

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا

تم فرماؤ قسمیں نہ کھاؤ موافق شرع حکم برداری چاہیئے بیشک اللہ جا[illegible]

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۵؎ پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس

وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى

پر لازم کیا گیا ۶؎ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۵۴ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

گے ۷؎ اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۸؎ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے

مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۹؎ کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا ۱۰؎ جیسی

اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ

ان سے پہلوں کو دی ۱۱؎ اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان

(بقیہ صفحہ ۵۶۸) لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول بھلا کریں۔ اللہ و رسول نعمتیں دیتے ہیں ۱۳۔ یعنی ان منافقوں کو یہ خوف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظلم کا فیصلہ فرمائیں گے بلکہ انہیں اپنے متعلق یقین ہے کہ اس مقدمہ میں ہم ظالم ہیں۔ حضور کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو گا اس لئے حضور کی طرف نہیں آئے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم پیغمبر میں عقل کو دخل نہ دو کہ اگر عقل نہ مانے تو قبول نہ کرو۔ بلکہ جیسے بیمار اپنے کو حکیم کے سپرد کر دیتا ہے ایسے ہی تم اپنے کو ان کے سپرد کر دو۔ مصرع "عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ" اگر اس پر عمل ہو گیا تو پھر دین و دنیا میں تم کامیاب ہو کیونکہ ہماری آنکھیں، عقل، علم چھوٹے ہو سکتے ہیں مگر وہ بچوں کا بادشاہ یقیناً سچا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۔ جیسے قابل طبیب کی دوا فائدہ کرتی ہے بیمار کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایسے ہی حضور کے احکام مفید ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ آویں۔ افسوس ہے کہ ولایتی دوا پر تو ہم کو اعتقاد ہے کہ بغیر اجزا معلوم کئے استعمال کرتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں تامل ہے ۳۔ منافقین قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اب جب بھی جہاد ہو گا ہم ضرور شرکت کریں گے۔ مگر وقت پر جھوٹے بہانے بنا کر رہ جاتے تھے۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ بہت قسمیں کھا کر اپنا اعتبار جمانا منافقوں کا کام ہے۔ مومن کو بفضلہٖ تعالیٰ قسموں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ۴۔ یعنی اپنے قول کو اپنے عمل سے سچا کر دکھاؤ قسموں سے سچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس بارگاہ میں عمل دیکھے جاتے ہیں نہ کہ محض زبانی دعوے۔ ۵۔ یعنی اللہ و رسول کی مطلقاً" اطاعت کرو۔ انکا ہر حکم مانو۔ خیال رہے کہ حضور مطاع مطلق ہیں ان کا ہر حکم بہرحال ماننا ضروری ہے آپ کے سوا اور بندے کی اطاعت مطلقاً" لازم نہیں بلکہ جائز حکم قابل اطاعت ہیں، ناجائز ناقابل اطاعت۔ یہ بھی خیال رہے کہ اطاعت اللہ تعالیٰ کی بھی ہو گی رسول اللہ کی بھی اور حاکم و عالم کی مگر اتباع صرف حضور کی ہو گی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ہو نہ دوسرے بندے کی۔ اطاعت کے معنی ہیں حکم ماننا، اتباع کے معنی ہیں کسی کے سے اعمال کرنا۔ اس لئے قرآن مجید نے ایک جگہ فرمایا۔ فاتبعونی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اتباع نہیں کر سکتے۔ وہ دن رات ہزاروں کو موت دیتا ہے اگر ہم ایک کو قتل کر دیں تو مصیبت آ جاوے ۶۔ یعنی صرف تبلیغ، وہ تمہاری ہدایت کے ذمہ دار نہیں، اگر تم سب کافر ہو تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت حضور کی اطاعت پر منحصر ہے۔ صرف ان کی پیروی سے ہدایت مل سکتی ہے۔ ۸۔ یعنی ان کے ذمہ تمہاری ہدایت نہیں۔ اگر تم سب کافر رہو تو بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکے ۹۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً" تیرہ سال مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرمائی اور صحابہ کرام نے کفار کی ایذائیں برداشت کیں پھر جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کفار مکہ نے یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ہمیشہ اعلان جنگ دیتے رہے جس سے صحابہ کرام ہر وقت خطرے میں رہتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب ہم کو امن ہو گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۰۔ خلافت سے مراد نیابت رسول اللہ ہے۔ رب ظاہری نیابت، ظاہری خلفاء راشدین کو مرحمت فرمائے گا۔ اور خلافت باطنی تمام اولیاء اللہ کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین صالحین متقی ہیں کیونکہ خلافت دینے کا وعدہ متقیوں سے تھا اور انہیں رب نے خلافت دی تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے اہل تھے۔ ۱۱۔ جیسے بنی اسرائیل کو ہلاکت فرعون کے بعد مصر و شام کی خلافت مرحمت فرمائی۔

ا۔ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا کہ عہد صدیقی و فاروقی میں روم و فارس کے ملک فتح ہوئے اور مشرق و مغرب میں اسلام پھیل گیا۔ عہد صدیقی دو برس' تین ماہ خلافت فاروق دس سال چھ ماہ اور خلافت عثمانی بارہ سال' خلافت حیدری چار سال نو ماہ امام حسن کی خلافت چھ ماہ ہوئی ۲۔ یعنی ان فتوحات و امن کے وعدے اس بناء پر ہیں کہ یہ لوگ عقاید و اعمال میں درست رہیں۔ چنانچہ ان بزرگوں نے استقامت فی الدین کی مثال قائم فرمادی۔ اور رب تعالیٰ نے اپنا وعدہ کماحقہ پورا فرمایا ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے ساتھ حضور کی فرمانبرداری بھی لازم ہے۔ صرف ان اعمال پر بھروسہ کر کے حضور سے بے نیاز نہ ہو جاؤ۔

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

تو وہی لوگ بے حکم ہیں ۳ اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اور رسول کی فرمانبرداری کرو ۳ اس امید پر کہ تم پر رحم ہو ہرگز کافروں کو خیال

كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۗ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں زمین میں ۴ اور ان کا ٹھکانہ آگ ہے اور ضرور کیا ہی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

برا انجام ۵ اے ایمان والو چاہئے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام ۶

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۗ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ

اور وہ جو تم میں ۷ ابھی جوانی کو نہ پہنچے ۸ تین وقت نماز صبح سے

الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ

پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو ۹ اور نماز عشاء

صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۗ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۗ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

کے بعد ۱۰ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ۱۱ ان تین کے بعد کچھ

جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۗ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۗ

گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد و رفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾

۱۲ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۱۳

ع ۷ ۱۴

دوسرے یہ کہ حضور کی اطاعت مطلقاً" واجب ہے خواہ وہ حکم عقل و قرآن کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ اسی لئے حضرت علی کو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح ممنوع رہا۔ ابو خزیمہ کی گواہی دو کے برابر ہوئی ۴۔ یعنی ان کفار نابکار کا زمین میں امن سے رہنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ رب کے قابو سے باہر ہیں بلکہ یہ رب تعالیٰ کی ڈھیل ہے ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام حضرت مدلج بن عمرو کو عمر فاروق کو بلانے بھیجا۔ یہ وقت دوپہر کا تھا حضرت فاروق اعظم اپنے دولت خانہ میں بے تکلف تشریف فرما تھے۔ حضرت مدلج بغیر اطلاع گھر میں چلے گئے۔ جس سے حضرت عمر کو خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لینے کا حکم ہو جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس آیت میں خطاب مومن مردوں سے بھی ہے اور عورتوں سے بھی ۶۔ یعنی تمہاری لونڈی غلام اور قریب بلوغ بچے ان تین وقتوں میں تو تمہاری اجازت سے تمہارے گھروں میں آئیں ان کے سوا اور وقتوں میں بغیر اجازت لئے آ جا سکتے ہیں ۷۔ بلکہ ابھی قریب بلوغ نہیں۔ خیال رہے کہ بلوغ کی زیادہ سے زیادہ مدت مذہب حنفی میں پندرہ برس ہے اور کم از کم لڑکی کے لئے نو برس اور لڑکے کے لئے بارہ برس ہے ۸۔ اس سے مراد بالکل ننگا ہونا نہیں کہ ننگا ہونا تنہائی میں بھی بلا ضرورت منع ہے' رب سے شرم چاہیے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں عموماً" لوگ اپنے گھروں میں زیادہ پردے اور ستر کا لحاظ نہیں رکھا کرتے۔ عورتیں بغیر دوپٹہ کے مرد بغیر کرتہ کے رہتے ہیں۔ ۹۔ کیونکہ اس وقت عموماً" بیداری کا لباس اتار دیا جاتا ہے اور نیند کا معمولی لباس بنیان و تہ بند پہن لیا جاتا ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان تین وقتوں کے علاوہ دیگر اوقات میں بچے اور اپنے غلام بغیر اجازت گھر میں آ سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ کسی وقت بھی بغیر اجازت گھر میں نہیں آ سکتے ۱۱۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کو کام کاج اور خدمت کے لئے گھر میں آنا جانا پڑتا ہے' اگر ان پر اذن و اجازت کی پابندی لگائی گئی تو بڑا حرج واقعہ ہو گا۔ اس لئے ان پر اجازت لازم نہیں کی گئی۔ ۱۲۔ یعنی رب تعالیٰ کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں خواہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا

اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں ۱؎ جیسے

اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

ان کے اگلوں نے اذن مانگا ۲؎ اللہ یوں ہی بیان فرماتا ہے تم سے

آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي

اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں ۳؎ جنہیں

لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ

نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ

اتار رکھیں جب کہ سنگار نہ چمکائیں ۴؎ اور اس سے بھی بچنا ان کے لئے اور

لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَ

بہتر ہے ۵؎ اور اللہ سنتا جانتا ہے نہ اندھے پر تنگی اور نہ

لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ

لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک ۶؎ اور نہ تم میں

أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ

کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر ۷؎ یا اپنے باپ کے گھر

أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ

یا اپنی ماں کے گھر ۸؎ یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر ۹؎

أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے

أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ

یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر ۱۰؎ یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں ۱۱؎ یا اپنے دوست کے

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا' یا بھائی' اپنی ماں یا بہن پر بغیر کھنگارے نہ جائے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے بے پردہ یا ننگی ہو ۲؎ یہ حکم آزاد مردوں کے لئے ہے غلام اگرچہ بالغ ہو' اپنی سیدہ کے پاس ان تینوں وقتوں کے علاوہ بے پردہ جا سکتا ہے۔ اسی لئے اطفال کے ساتھ منکم فرمایا۔ یعنی تم آزاد لوگوں میں سے' اس لئے معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں جوان بیٹی ماں وغیرہ ہوں تو خبر کر کے داخل ہو' ہاں اگر صرف بیوی ہو تو بلا اذن بھی داخل ہو سکتا ہے کہ بیوی سے کوئی حجاب نہیں۔ ماں بیٹی وغیرہ سے شرم و حیا و حجاب ہے' ان کے چہرے ہاتھ' پاؤں کے علاوہ اور اعضا دیکھنا درست نہیں ۳؎ یعنی بوڑھی عورتیں جنہیں حیض آنا بند ہو چکا ہو اور اولاد کے قابل نہ رہیں یہ عمر اکثر پچپن سال ہوتی ہے۔ اس زمانے میں عورتیں عموماً" گوشہ نشینی اختیار کر لیتی ہیں۔ اس لئے انہیں قواعد فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ حکم صرف بوڑھی عورتوں کے لئے ہے ۴؎ یعنی ایسی بوڑھیوں کو اجازت ہے کہ سر پر دوپٹہ' چادر نہ رکھیں لیکن پنڈلی وغیرہ کھولے رکھنے کی انہیں بھی اجازت نہیں۔ زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے۔ ۵؎ یعنی ایسی بوڑھیوں کو بھی بہتر یہی ہے کہ دوپٹہ وغیرہ اوڑھے رہیں۔ پہلا حکم فتوٰی تھا' یہ حکم تقوٰی ہے۔ ۶؎ شان نزول۔ صحابہ کرام حضور کے ساتھ جہاد کو جاتے تو معذور صحابہ کو جو بوجہ عذر جہاد میں شرکت نہ کر سکتے تھے' اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے تھے کہ وہ ان کے گھروں کی دیکھ بھال رکھیں اور انہیں اجازت دے جاتے تھے کہ کھانے پینے کی چیزیں نکال کر کھائیں پئیں' وہ حضرات اس خرچ میں بہت حرج محسوس کرتے تھے' ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۷؎ خیال رہے کہ اولاد کا گھر اپنا گھر ہے' اور ان کی کمائی اپنی کمائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ یہاں یہی مراد ہے کیونکہ کسی شخص کو خود اپنے گھر اور اپنی کمائی سے کھانے میں تردد ہوتا ہی نہیں۔ اس کا بیان فرمانا زیادہ مفید نہ ہوتا۔ لہٰذا اپنے گھر سے مراد اپنی اولاد کا گھر ہونا چاہیے۔ ایسے ہی بیوی کے لئے خاوند کا گھر اور اولاد کے لئے مولا کا گھر اپنا گھر ہے (روح البیان وغیرہ) ۸؎ باپ و ماں میں' دادا و نانا بھی شامل ہیں ۹؎ یعنی اگر بہن شادی کے بعد اپنے گھر آباد ہو اور بھائی ضرورۃً وہاں رہے یا بطور مہمان وہاں جائے تو اس کے گھر کھانا پینا نہ شرعاً" ممنوع ہے نہ عقلاً بعض نادان بہن یا بیٹی کے گھر کھانا عار سمجھتے ہیں۔ انہیں اس آیت پر نظر رکھنی چاہیے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے یعنی بیٹی یا بہن کے گھر کھانا معیوب سمجھنا بلکہ اگر بیٹی یا بہن امیر ہو' باپ یا بھائی فقیر یا معذور ہوں تو ان امیر بہن و بیٹی پر ان معذوروں کا نفقہ واجب ہے مگر عورتیں یہ نفقہ اپنے مال سے دیں' خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہ دیں ۱۰؎ کہ عام طور پر ان گھروں سے کھانے پینے میں عار و شرم محسوس نہیں ہوا کرتی۔ ۱۱؎ اس میں وکیل' مختار عام اور گھر کے کارپرداز سب ہی شامل ہیں جن کے متعلق گھر کے انتظامات ہوتے ہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ

یہاں تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ [۱]

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو [۲] ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ

عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

کے پاس سے مبارک پاکیزہ [۳] اللہ یوں ہی بیان فرماتا ہے تم سے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۟ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو۔ ایمان والے تو وہی ہیں [۴] جو اللہ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ

اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام

جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں [۵] جب تک ان سے اجازت

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

نہ لے لیں [۶] وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے

رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ

رسول پر ایمان لاتے ہیں [۷] پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں [۸] اپنے کسی کام کیلئے تو ان

لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

میں جسے تم چاہو اجازت دے دو [۹] اور انکے لئے اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے [۱۰] رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا [۱۱]

كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے [۱۲] بیشک اللہ جانتا ہے

ع ۱۴

۱۔ یعنی ان گھروں سے تمہیں کھانے پینے کی اجازت ہے' خواہ گھروالوں کے ساتھ کھاؤ یا ان کی غیر موجودگی میں۔ بشرطیکہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ تمہارے اس کھانے پینے سے راضی ہیں۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ دوست' دوست کے گھر سے اس کی غیر موجودگی میں جو چاہتا لے لیتا' اور گھر والے کو جب خبر ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتا۔ اب چونکہ یہ فیاضی نہیں رہی۔ لہٰذا اب بے اجازت کھانا درست نہیں (تفسیر خزائن العرفان و مدارک و جلالین) امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جو کوئی ذی رحم محرم کے گھر سے چوری کرلے اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے۔ اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو ان گھروں میں آنے جانے کی اجازت ہے تو جو مال گھر میں آزاد پڑا ہے وہ اس کے حق میں محفوظ نہ رہا اور غیر محفوظ مال کی چوری سے ہاتھ نہیں کٹتا۔ ۲۔ یعنی گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرو اگرچہ وہ تمہارے ماں' باپ بہن' بھائی' اولاد' بیوی ہی ہوں۔ جبکہ وہ بدمذہب نہ ہوں۔ مسئلہ اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو یوں کہو السلام علی النبی و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور کی روح جلوہ گر ہوتی ہے اس لئے وہاں حضور کو سلام کیا جاتا ہے ۳۔ تحیتہ کے معنی ہیں حیات یعنی زندگی و سلامتی کی دعا کرنی۔ یعنی رب تعالیٰ نے تمہیں یہ سلام اس لئے سکھایا کہ یہ دعا زندگی ہے جس سے ایک دوسرے کے دل خوش ہوتے ہیں ۴۔ یعنی کامل مومن وہ ہیں جن میں آئندہ ذکر کئے ہوئے اوصاف ہیں کہ وہ عقاید کے پکے اور اعمال کے نیک ہوں۔ ۵۔ یعنی اگر حضور نے ان کو جمعہ و عید میں یا جہاد و تدبیر جنگ کے مشوروں کے لئے جمع فرمایا ہو تو بغیر حضور سے اجازت لئے ہوئے واپس نہ ہوں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کی مجلس پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے بے اجازت نہ جائے۔ اس لئے اب بھی روضۂ مطہرہ پر حاضری دینے والے بوقت وداع الوداعیہ سلام عرض کرتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اس وقت قیامت کا نمونہ ہوتا ہے۔ ۷۔ یعنی مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے کر آپ کی مجلس شریف سے جاتے ہیں اور منافق یونہی بغیر پوچھے ہوئے اٹھ جاتے ہیں' یہ اجازت چاہنا ایمان کی علامت ہے اور جہاد میں رہ جانے کی اجازت چاہنا منافقت کی پہچان ہے' رب فرماتا ہے اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۸۔ اس سے دربار رسول کا ادب معلوم ہوا کہ آئیں بھی اجازت لے کر اور جائیں بھی اذن حاصل کر کے جیسا کہ غلاموں کا مولا کے دربار میں طریقہ ہوتا ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ سلطان کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے بلکہ اسنے ادب کے قوانین بنائے اور یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں' وہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت حاصل کئے حاضر نہیں ہوتے اور سرکار مختار ہیں خواہ اجازت دیں یا نہ دیں ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی شفاعت برحق ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور کو شفاعت کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور کی شفاعت مومنوں کے لئے ہے کفار اس سے محروم ہیں تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے کہ اپنے حبیب کو ان کے لئے دعائے خیر کا حکم دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اسی کے لئے غفور الرحیم ہے جس کی شفاعت حضور کردیں اسی لئے حضور کے استغفار کے بعد اپنی مغفرت کا ذکر فرمایا۔ پانچویں یہ کہ ہر مومن حضور کی شفاعت کا محتاج ہے۔ دیکھو صحابہ کرام جو اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان کے متعلق شفاعت کا حکم دیا گیا تو اوروں کا کیا پوچھنا۔ ۱۱۔ یعنی حضور کی پکار اور حضور کی طلب کو۔ ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو کہ قبول کرو یا نہ کرو۔ بلکہ ان کی طلب پر فوراً

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے

عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ

خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے ۲ یا ان پر دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ

پڑے ۳ سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ

يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ

جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں

بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۴

ع ۹ / ۱۵

اٰیَاتُهَا ۷۷	۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲	رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۷۷ آیات ۸۹۲ کلمات ۳۷۳ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

بڑی برکت والا ہے وہ ۵ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر ۶ جو سارے جہان

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کو ڈر سنانے والا ہو ۷ وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

کی بادشاہت ۸ اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی

فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

نہیں ۹ اور اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی ۱۰

(بقیہ صفحہ ۵۷۲) ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں' رب فرماتا ہے اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ یا حضور کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو' انہیں بھیا ابا چچا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ' یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔

۱۔ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ سننا دشوار ہوتا تھا وہ چپکے سے کھسکتے کھسکتے مسجد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے متعلق یہ عتاب والی آیت نازل ہوئی ۲۔ تکلیف' قتل' زلزلے' ظالم بادشاہوں کا تسلط ہولناک حادثے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۳۔ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ "او" منع خلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہو گا ۵۔ برکت کے معنیٰ ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے' عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔ عبدہٗ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبھم اصحاب کہف کا کتا عزت والا جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۷۔ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملائکہ صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈر سنانے کے لائق نہیں ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہٰذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۹۔ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب کے لئے شریک مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۰۔ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْــًٔا وَّهُمْ

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور

يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

خود پیدا کئے گئے ہیں ۱ اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں ۲

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ

اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا نہ اٹھنے کا ۳ اور کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ۟افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ

بولے یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انہوں نے بنا لیا ہے ۴ اور اس پر

عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿۴﴾

اور لوگوں نے انہیں مدد دی ہے ۵ بے شک وہ ظلم اور جھوٹ پر آئے ۶

وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ

اور بولے اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي

پڑھی جاتی ہیں ۷ تم فرماؤ اسے تو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶﴾

ہر چھپی بات جانتا ہے ۸ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ

اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے ۹ اور بازاروں

فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ

میں چلتا ہے ۱۰ کیوں نہ اتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ

نَذِيْرًا ۙ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ

ڈر سناتا ۱۱ یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں

معانقة ۱۰

۱۔ اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو خالق ہو۔ لہٰذا بت پرستوں کا بتوں کو خالق نہ مان کر الٰہ ماننا ان کے نظریہ سے بھی غلط ہے۔ ۲۔ یعنی یہ بے جان پتھر تمہیں تو کیا نفع نقصان پہنچائیں گے یہ تو اپنی جان سے مضر چیز دفع نہیں کر سکتے بعض لوگ یہ آیت قبور اولیاء اللہ پر منطبق کرتے ہیں مگر یہ محض غلط ہے۔ بتوں کی آیتیں اولیاء اللہ یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے۔ کوئی مسلمان ولی کی قبر کو پوجتا نہیں۔ احترام و پرستش میں بڑا فرق ہے کعبۃ اللہ' قرآن کریم کا ادب و احترام کیا جاتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ مکھی نہیں اڑا سکتے' ان کا ادب کیسا ۳۔ یعنی کسی کی زندگی اور موت اور بعد موت اٹھنا' ان بتوں کے قبضہ میں نہیں لہٰذا وہ الٰہ کیسے۔ ان چیزوں کے خود مشرکین بھی قائل ہیں۔ پھر بھی انہیں الٰہ مانتے ہیں ۴۔ جیسے نضر بن حارث' عبداللہ بن امیر نوفل بن خویلد' اور ان کے اتباع کرنے والے لوگ جو کہتے تھے کہ قرآن کریم حضور کا بنایا ہوا ہے۔ ۵۔ یعنی عداس اور یسار وغیرہ یہود کہ انہوں نے حضور کو گزشتہ واقعات تورات وغیرہ سے بتائے ہیں اور حضور ان واقعات کو عربی عبارت میں بنا کر پیش کرتے ہیں اور اسے قرآن کہہ دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا بہتان لگانا ظلم بھی ہے اور بڑا جھوٹ بھی۔ تمام گناہوں سے بدترین یہ گناہ ہے ۷۔ یعنی یہی مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ جیسے رستم و اسفندیار کے قصے' کہانیاں عام کتابوں میں لکھے ملتے ہیں' ایسے ہی قرآن کریم میں کہانیاں قصے ہی ہیں جنہیں مذہبی رنگ دے دیا گیا ہے۔ ۸۔ یعنی قرآن کریم میں غیبی خبریں بھی ہیں جہاں تک عقل انسانی کی رسائی نہیں۔ اس میں صرف گزشتہ تاریخی واقعات ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں غیبی خبروں کا ہونا اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ایسے ہی حضور کا علوم غیبیہ پر مطلع ہونا اور مطلع کرنا حضور کی نبوت کی دلیل ہے۔ جو حضور کے علم غیب کا انکار کرے وہ درحقیقت حضور کی نبوت کا منکر ہے۔ ۹۔ یعنی اگر یہ رسول ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے بازار جانے وغیرہ سے پاک ہوتے کیونکہ فرشتے رسول ہیں تو کھاتے پیتے نہیں یہ بھی اپنے کو رسول کہتے ہیں۔ تو کیوں کھاتے پیتے ہیں۔ بیوقوفوں کو یہ خبر نہ تھی کہ فرشتہ رسول بمعنی قاصد ہیں جو صرف پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ بھی نبی تک' یہ حضرات رسول بمعنی مبلغ ہیں جن کے ذمہ لوگوں کی اصلاح ہے اور اصلاح ہم جنس کر سکتا ہے ۱۰۔ کفار کی حماقت تو دیکھو کہ پتھروں' لکڑیوں کو الٰہ مان لیتے ہیں مگر نبوت ماننے کے لئے ایسے بہانے بناتے تھے اور نبی میں خدائی صفات دیکھنا چاہتے تھے کہ نبی نہ کھائے نہ پئے نہ بازار جائے۔ ۱۱۔ یعنی حضور کے ساتھ ایسا فرشتہ چاہیے جسے ہم دیکھیں اور وہ ہم سے کہے کہ یہ رسول برحق ہیں۔ ورنہ حضور پر فرشتے نازل بھی ہوتے تھے اور صحابہ کرام بلکہ کفار نے بھی انہیں کئی بار انسانی شکل میں دیکھا اور محسوس کیا۔

ا۔ ان کا منشاء یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کھانے پینے سے بے نیاز کیوں نہ کر دیا یا تو انہیں کھانا کھانے کی حاجت ہی نہ ہوتی' اگر تھی تو غیبی خزانے ان پر آ جاتے جس سے انہیں کمانے کی ضرورت نہ ہوتی' یہ بھی انہوں نے ظاہر کے لحاظ سے کہہ دیا' ورنہ حضور کے قبضہ میں غیبی خزانے بھی تھے اور حضور جنتی باغوں پر قابض تھے' خود فرماتے ہیں۔ اوتیت مفاتیح خزائن الارض مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں' رب فرماتا ہے اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ہم نے آپ کو کوثر بخش دیا۔ اور حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس دیوار میں جنت دیکھی۔ اگر چاہتا تو ایک خوشہ توڑ لیتا مگر چونکہ ان چیزوں کا ظہور نہ تھا اس لئے کفار یہ کہا کرتے تھے ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی بات پر قرار نہ تھا کبھی حضور کو جادوگر کہتے تھے اور کبھی کہتے کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ کبھی شاعر کہتے' کبھی کاہن' وہ خود اپنے قول سے جھوٹے تھے۔ ۳۔ یعنی آپ پر ایسی باتیں چسپاں کرنے والے گمراہ ہیں اور آئندہ راہ پانے کے نہیں انہیں راہ ہدایت نہیں ملتی ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر کے ظاہری کھانے پینے کو دیکھنا' باطنی کمالات پر نظر نہ رکھنا کافروں کا طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ معجزات مانگنا اور ان پر غور نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی شکایت اپنے حبیب سے کرتا ہے۔ یہ محبوبیت کے اظہار کے لئے ہے' چوتھے یہ کہ جس کی نظر انبیاء کے کمالات کو نہیں پا سکتی اسے نہ خدا کے کمالات معلوم ہو سکتے ہیں' نہ اسے کسی طرح ہدایت مل سکتی ہے۔ رب نے فیصلہ فرما دیا لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا جیسے مسجد میں وہی آ سکتا ہے جو پاک ہو' ایسے ہی رب کی بارگاہ تک وہ پہنچ سکتا ہے جس کا دل پاک ہو جسم کی پاکی کے لئے کنوئیں وغیرہ کا پانی ہے اور دل کی پاکی کے لئے محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی درکار ہے ۵۔ یعنی ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کو یہ چیزیں ظاہر ظہور طور پر بخش دیں مگر یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے کیونکہ پھر لوگوں کو ایمان بالغیب کیونکر حاصل ہو گا۔ ۶۔ یعنی یہ لوگ صرف آپ کے منکر نہیں بلکہ میرے کلام' میری قیامت اور میرے بھی منکر ہیں ۷۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں عقل و حواس' دیکھنا' سننا' سب کچھ ہے' وہ مومن و کافر کو پہچانتی ہے اسی لئے کفار کو دیکھ کر غصہ اور غضب کرے گی' اور مسلمانوں کو دیکھ کر ان پر سرد ہو جائے گی۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ کے کنارے سے نیچے دھکیلا جائے گا۔ وہ گرتا ہوا تہ میں پہنچے گا۔ دوسرے یہ کہ کفار وہاں موت کی تمنا کریں گے مگر موت نہ آئے گی۔ یہ دونوں عذاب انشاء اللہ مومن گنہگار کو نہ ہوں گے' نہ انہیں اوپر سے دھکا دینا' نہ ان کا تمنا موت کرنا بلکہ ان کی جان نکال دی جائے گی حدیث شریف میں ہے کہ گنہگار مومن دوزخ سے جلے ہوئے کوئلے کی شکل میں نکالے جائیں گے۔ پھر جنت کے پانی سے وہ ایسے اگیں گے جیسے کھیت میں سبزہ خیال رہے کہ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو گا ۹۔ یعنی موت کی بہت دعائیں مانگو کیونکہ موت ایک ہی ہے زیادہ نہیں۔ یا یہ کلام تحکم کے طور پر ہے' یہ حکم وجوب کے لئے نہیں بلکہ غضب کے اظہار کے لئے ہے ۱۰۔ یعنی قانونی طور پر جنت نیک لوگوں کو بدلے کے طور پر ملے گی اور مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کا جنت میں جانا رب تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ہو گا۔ ایسے ہی بعض گنہگاروں کو معافی دے کر جنت کا ملنا۔

مِنۡهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا

سے کھاتے ۱؎ اور ظالم بولے تم تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی

مَّسۡحُوۡرًا ﴿۸﴾ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا

جس پر جادو ہوا ۲؎ اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں تو گمراہ ہوئے ۳؎

فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَکَ الَّذِیۡۤ اِنۡ شَآءَ

کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے ۴؎ بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے

جَعَلَ لَکَ خَیۡرًا مِّنۡ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا

تو تمہارے لئے بہت بہتر اس سے کر دے جنتیں جن کے نیچے نہریں

الۡاَنۡهٰرُ ۙ وَ یَجۡعَلۡ لَّکَ قُصُوۡرًا ﴿۱۰﴾ بَلۡ کَذَّبُوۡا بِالسَّاعَةِ ۟

بہیں اور کر دے تمہارے لئے اونچے اونچے محل ۵؎ بلکہ یہ تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں ۶؎

وَ اَعۡتَدۡنَا لِمَنۡ کَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیۡرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتۡهُمۡ

اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے تیار کر رکھی ہے بھڑکتی ہوئی آگ جب

مِّنۡ مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیۡرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَاۤ

وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا ۷؎ اور جب

اُلۡقُوۡا مِنۡهَا مَکَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیۡنَ دَعَوۡا هُنَالِکَ

اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے ۸؎ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت

ثُبُوۡرًا ﴿ؕ۱۳﴾ لَا تَدۡعُوا الۡیَوۡمَ ثُبُوۡرًا وَّاحِدًا وَّ ادۡعُوۡا ثُبُوۡرًا

مانگیں گے ۹؎ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں

کَثِیۡرًا ﴿۱۴﴾ قُلۡ اَذٰلِکَ خَیۡرٌ اَمۡ جَنَّةُ الۡخُلۡدِ الَّتِیۡ وُعِدَ

مانگو ۹؎ تم فرماؤ کیا یہ بھلا یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا وعدہ

الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ کَانَتۡ لَهُمۡ جَزَآءً وَّ مَصِیۡرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمۡ فِیۡهَا

ڈر والوں کو ہے وہ ان کا صلہ اور انجام ہے ۱۰؎ ان کے لئے وہاں

ع ۱۶

مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾

من مانتی مرادیں ہیں ؎ جن میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے مانگا ہوا ؎

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ

اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں ؎ پھر ان معبودوں

ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ ؕ

سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیئے میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے ؎

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ

وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو

دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

مولیٰ بنائیں ؎ لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ داداؤں کو برتنے دیا یہاں تک

نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا

کہ وہ تیری یاد بھول گئے ؎ اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے، تو اب معبودوں نے تمہاری

تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

بات جھٹلا دی تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو نہ اپنی مدد کر سکو ؎ اور تم میں

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

جو ظالم ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے ؎ اور ہم نے تم سے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ

پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے ؎ کھانا کھاتے

وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ

اور بازاروں میں چلتے ؎ اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ

فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع

کیا ہے ؎ اور اے لوگو کیا تم صبر کرو گے، اور اے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے

Page-576.bmp

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ اپنے کفار قرابتداروں کی مغفرت چاہیں گے ہی نہیں نیز کسی بری چیز کی خواہش ہی ان کے دل میں پیدا نہ ہو گی۔ کیونکہ وہاں نفس امارہ نہ رہے گا اس لئے ان کی ہر بات مانی جائے گی۔ دنیا میں نفس امارہ کی وجہ سے بری خواہشیں بھی کر لیتے ہیں۔ جنت کی تمام خواہشیں پوری ہوں گی ۲۔ یعنی یہ جنت مانگنے کے لائق ہے' یا وہ جنت جسے دنیا میں مومن مانگا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کے سارے وعدے سچے ہیں شک تو اس میں ہے کہ ہم اس وعدے میں داخل ہیں یا نہیں۔ رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنی کہ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ اسی بنا پر ہے کہ ہم کو اس وعدے میں اپنے داخل ہونے کا یقین نہیں ۳۔ اس سے مراد مشرکین کے بت ہیں پتھر' لکڑی' چاند' سورج وغیرہ اس میں حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام داخل نہیں کیونکہ یہاں ما فرمایا گیا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے رب فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تم اور تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں۔ یہاں بھی یہ ہی مراد ہیں ۴۔ یہ سوال مشرکین کو ذلیل کرنے کے لئے ہو گا ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ ان پتھروں' چاند' سورج نے مشرکین کو اپنی عبادت کا حکم نہ دیا تھا۔ ۵۔ یعنی جب ہم نے خود تیرے سوا کسی کو معبود نہ مانا تو انہیں یہ حکم کیسے دے سکتے تھے ۶۔ اس سے حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ عرض کرنا کہ ان بدنصیبوں نے تیری ڈھیل سے غلط فائدہ اٹھایا کہ بجائے شکر کے کفر کیا ۷۔ یعنی اے کافرو! تم نے اپنے معبودوں کو الٰہ کہا اور انہوں نے تمہیں جھوٹا کر دیا اب یہ بت نہ تمہاری مدد کر سکیں گے نہ ہم کریں گے نہ تم ایک دوسرے کی مدد کر سکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمانوں کی مدد ہو گی

۸۔ یہاں ظالم سے مراد کافر و کافر گر ہے' ورنہ ہر کافر ظالم ہوتا ہے ۹۔ یعنی موجودہ کفار جو کہتے ہیں کہ اگر آپ نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں' بازار میں کیوں جاتے ہیں ان کی یہ بکواس قابل توجہ نہیں۔ دنیا میں سارے انبیاء کھاتے پیتے بھی تھے اور بازار بھی جاتے تھے اس سے نبوت پر کیا اعتراض ہے۔ ۱۰۔ مگر نبی کے بازار جانے اور ہمارے بازار جانے میں فرق عظیم ہے ہم محض نفس امارہ کے لئے وہاں جاتے ہیں وہ رضائے الٰہی کے لئے اور ان کا وہاں کاروبار کرنا بھی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو اس سے تجارت کے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ہماری عبادات اور نبی کی عبادات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جہاز کے مسافر پار لگنے کے لئے جہاز میں بیٹھتے ہیں اور جہاز کا کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کی کشتی میں نبی اور امتی سب سوار ہیں مگر ہم پار لگنے کو نبی پار لگانے کو ۱۱۔ یہ آیت ابوجہل' ولید بن عقبہ' عاص بن وائل اور نضر بن حارث وغیرہ سرداران قریش کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضرت بلال' ابوذر غفاری' عمار بن یاسر وغیرہم رضی اللہ عنہم فقراء صحابہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر ہم ایمان لائیں تو یہ فقراء ہم سے درجے میں افضل ہوں گے کیونکہ یہ ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں' یا ان جیسے ہو جائیں گے۔ گویا یہ حضرات ان بدنصیبوں کے لئے فتنہ بن گئے۔ اس کے شان نزول میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں جو تفسیر خزائن العرفان میں مذکور ہیں۔